

بیان کی اہمیت اور اس سے متعلقہ امور پر

مشتمل ایک بے حد مفید تالیف

البیان

علامہ محمد اکمل عطاء قادری عطاری

مکتبہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہم رنگ لاهور

بیان کی اہمیت اور اس سے متعلقہ امور پر مشتمل

ایک بے حد مفید تالیف



حضرت علامہ محمد اکمل عطاء قادری عطاری

﴿مدظلہ العالی﴾

ناشر

مکتبہ اعلیٰ حضرت، حیدرآباد، گلہ منگہ، لاہور
marfat.com

Marfat.com

الصلوة والعمارة عذیر بارمول اللہ وعلی اللہ واصحابہ بن یا حبیب اللہ

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

عنوان	_____	البيان
مصنف	_____	علامہ محمد اکمل عطا قادری
صفحات	_____	عطار کی مد نذ العالی
ہدیہ	_____	36 روپے
اشاعت اول	_____	ستمبر 2000ء

ناشر :- مکتبہ اعلیٰ حضرت سرائے مغل جنازہ گاہ مزنگ لاہور

لاہور اور کراچی میں ہماری کتب ملنے کے چند پتے

سنی کتب خانہ ستا ہونل دربار مارکیٹ لاہور	مکتبہ زاویہ دربار مارکیٹ ستا ہونل لاہور
رضاور انٹی ہاؤس دربار مارکیٹ لاہور	مکتبہ فیضان عطار اندرون ثاقب پلازہ خانوال
اسلام بک ڈپونگنٹس روڈ لاہور	مکتبہ المدینہ شہید مسجد کھار اور کراچی
مکتبہ المدینہ دربار مارکیٹ لاہور	ضیاء الدین پہلی کیشنز شہید مسجد کھار اور کراچی
ضیاء القرآن پہلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور	مکتبہ المدینہ امین پور بازار فیصل آباد
اشال مکتبہ اعلیٰ حضرت ! ہر جمعرات بعد نماز عشاء سوڈیوال اجتماع ﴿لاہور﴾	
اشال مکتبہ اعلیٰ حضرت ! ہر ہفتہ بعد نماز مغرب فیضان مدینہ اجتماع ﴿کراچی﴾	

marfat.com

﴿فہرست﴾

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
5	انتساب.....	i
6	پہلے اسے پڑھئے.....	ii
7	بیان کی تعریف.....	1
7	کلام فصیح کی تعریف.....	2
8	بیان کی افادیت و اہمیت.....	3
9	مبلغ کی ذات کے لحاظ سے.....	4
19	سامعین کے اعتبار سے.....	5
19	معاشرے کی اصلاح کے پیش نظر.....	6
20	تنظیمی محاذ نظر سے.....	7
25	بیان نہ کرنے کے بارے میں حیلے اور ان کی وجوہات	8
28	پہلی وجہ اور اس کا حل.....	9
29	دوسری وجہ اور اس کا حل.....	10
30	تیسری وجہ اور اس کا حل.....	11
32	چوتھی وجہ اور اس کا حل.....	12
33	پانچویں وجہ اور اس کا حل.....	13
36	چھٹی وجہ اور اس کا حل.....	14

marfat.com

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
36	ساتویں وجہ اور اس کا حل	15
37	آٹھویں وجہ اور اس کا حل	16
37	نویں وجہ اور اس کا حل	17
38	دسویں وجہ اور اس کا حل	18
38	گیارہویں وجہ اور اس کا حل	19
38	بارہویں وجہ اور اس کا حل	20
42	تیرہویں وجہ اور اس کا حل	21
43	میان تیار کرنے کا طریقہ	22
44	کتابوں سے اکتسابِ علم کا طریقہ	23
44	میان کے لئے ضروری کتب	24
45	مطالعہ کا طریقہ	25
51	مواد جمع کرنے کی ضرورت	26
52	مواد کو ترتیب دینے کا طریقہ	27
55	میان سے پہلے چند قابلِ غور باتیں	28
91	ایک مدنی مشورہ	29
92	نئے مبلغ تیار کرنے کا طریقہ	31
96	دعاء	32

marfat.com

انتساب

راقم الحروف اپنی اس تالیف کو

.....”أَفْصَحُ الْفَصَحَاءِ

.....أَبْلَغُ الْبُلَغَاءِ

.....أَخْطَبُ الْخُطَبَاءِ

.....سَيِّدُ الْمُبَلِّغِينَ

.....هَادِي الْمَقَرَّرِينَ ﷺ

کی بارگاہِ بے کس پناہ میں بالخصوص ،

اور زمانہ نبوی ﷺ سے لے کر قیامت تک آنے والے تمام

”مسلمان مبلغین و معلمین“ کی خدمت میں

بالعموم پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے۔

کاش! بارگاہِ رسالت ﷺ سے مقبولیت کا پروانہ

.....جاری ہو جائے



۲۵ جولائی ۲۰۲۵ء، لاہور، پاکستان

marfat.com

پہلے اسے پڑھئے

پیارے آقا، مدنی مصطفیٰ، سید الانبیاء، شہبہ ہر دوسرا، حبیب کبریا ﷺ کا فرمانِ عالیشان ہے، ”اِنَّ مِنْ اَلْبَيَانِ سِحْرًا۔ یعنی بعض بیان ”جادو“ ہیں۔“ (عطاری)۔ مراد یہ ہے کہ بعض بیان سننے والوں پر اسی طرح اثر انداز ہوتے ہیں، جیسے جادو گر کا جادو اثر انداز ہوتا ہے۔

اس فرمانِ عالیشان سے یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ ”قلوب میں انقلاب پیدا کرنے کے سلسلے میں بیان کو نمایاں حیثیت حاصل ہے۔“ یقیناً یہ انقلاب و تبدیلی، ایسے ہی بیان کے جواب میں ظہور پزیر ہوگی کہ ”جسے ہر زاویے سے جانچ، پرکھ کر سپردِ سامعین کیا گیا ہو۔“

مذکورہ بالا حدیثِ پاک اور اس سے اخذ شدہ نتیجے کی روشنی میں یہ بات غوطی سمجھ میں آتی ہے کہ ”ہماری پیاری پیاری سنتوں کی عالمگیر تحریک ”دعوتِ اسلامی“ کی ترقی و بقاء کی خاطر اپنے بیان کو بہتر سے بہتر بنانا، اس کی ادائیگی میں سستی و کاہلی سے چٹا لور دیگر اسلامی بھائیوں میں اس کے لئے سمجھ و شعور و صلاحیت کا بیدار کرنا، بے حد لازمی و ضروری ہے۔“

اسی نکتے کو پیشِ نظر رکھ کر کتابِ ہذا کو آپ کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کی گئی ہے۔ سمجھدار مبلغین، چاہے نئے ہوں یا پرانے، ہر ایک کو چاہئے کہ اس کا بار بار بغور مطالعہ فرما کر اپنے بیان کے نکھار اور دوسروں کے بیان کی اصلاح کے عمل کو تیز سے تیز تر کرنے کی کوشش کریں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو تاحیاتِ اخلاص و استقامت کے ساتھ سنتوں کی خدمت کی توفیق مرحمت فرمائے۔ امین بجاہ النبی الامین ﷺ

خادمِ مکتبہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز

محمد اجمل عطاری عفی عنہ

۲۵ ذی القعدہ ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۵ اگست ۲۰۰۰ء

marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الصلوة والسلام وعلیک یا رسول اللہ وعلیٰ الیک و اصحابک یا حبیب اللہ

”بیان پر قدرت“ اللہ تعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے، یقیناً اس کا حصول، اسے موثر طریقے سے ادا کرنا اور اس پر استقامت، سعادت مندوں کا حصہ ہے۔ اس سے قبل کہ بیان کی افادیت پر کچھ روشنی ڈالی جائے، اس کی تعریف ذکر کرنا بہتر معلوم ہوتا ہے۔

بیان کی تعریف :-

”وَهُوَ النُّطْقُ الْفَصِيحُ الْمَغْرِبُ عَمَّا فِي الضَّمِيرِ۔ یعنی بیان

ایک ایسے فصیح کلام کو کہتے ہیں کہ جو دل میں موجود چیزوں کو ظاہر کر دیتا ہے۔“

(کتاب معریفات۔ لہجہ جانی)

یقیناً جب انسان بیان کرتا ہے تو اپنے دل و دماغ میں موجود احساسات و خیالات کو قرآن و حدیث و دیگر دلائل کی روشنی میں سننے والوں کے سامنے ظاہر کرتا ہے۔

ما ینہ :- تعریف بیان سے معلوم ہوا کہ ”بیان صرف مطلقاً الفاظ کی ادائیگی کا

نام نہیں بلکہ ”مافی الضمیر“ کو ”کلام فصیح“ کے ساتھ ظاہر کرنے کا نام ہے۔“

کلام فصیح کسے کہتے ہیں؟ اگر اس بات کو علمی لحاظ سے بیان کیا جائے تو بات بہت

طویل ہو جائے گی اور ہو سکتا ہے کہ بعض اسلامی بھائیوں کے لئے دلچسپی سے خالی

بھی۔ لہذا یہاں پر مختصر اپنے الفاظ میں اس کا مطلب بیان کرنے کی سعادت

حاصل کی جاتی ہے۔

کلام فصیح کی تعریف :-

”هَذَا خُلُوقٌ مِنْ تَأْلِيفِ الْكَلِمَاتِ وَالْمَعْنَى التَّالِيفِ“

marfat.com

وَالْتَعْقِيدِ مَعَ فَصَاحَتِهَا۔ فصیح کلمات پر مشتمل کلام کا تناظر کلمات، ضعف تالیف اور تعقید لفظی و معنوی سے خالی ہونا۔“ (مختصر المعانی۔ لفظتازانی)

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ”کلام فصیح اس کلام کو کہتے ہیں کہ جس میں درج ذیل تمام صفات موجود ہوں۔“

(1) اس میں استعمال کئے جانے والے تمام الفاظ و حروف کی ادائیگی زبان پر بے حد آسان ہو یعنی زبان ان کی ادائیگی میں بالکل دشواری محسوس نہ کرے۔

(2) ایسے الفاظ استعمال کئے جائیں جو عوام و خواص دونوں میں معروف ہوں، ایسے الفاظ کا انتخاب نہ ہو کہ جو سننے والوں کو اجنبی محسوس ہوں۔

(3) جو بات سمجھانا چاہیں، کلام سے اس کا سمجھنا سب کے لئے بالکل آسان ہو، ایسا نہ ہو کہ اتنے ”مشکل انداز و الفاظ“ یا ”بے ترتیب طریقے“ سے بیان کرنے کی کوشش کی جائے کہ سننے والے یہ کہنے پر مجبور ہو جائیں کہ ”بیان تو بڑا زور دار تھا لیکن یہ سمجھ میں نہیں آیا کہ حضرت کیا کہنا چاہتے تھے؟.....“

ما قبل میں راقم الحروف نے ”بیان کے حصول، اسے موثر طریقے سے ادا کرنا اور اس پر استقامت“ کو سعادت مندوں کا حصہ قرار دیا ہے۔ یہ دعویٰ درست ہے یا نہیں؟ اس کا فیصلہ کرنے کے لئے ضروری ہے کہ بیان کی افادیت و اہمیت کا مختصر جائزہ لے لیا جائے۔

بیان کی افادیت و اہمیت :-

بیان کی افادیت کئی لحاظ سے قابل ذکر ہے۔ مثلاً

(i) مبلغ کی اپنی ذات کے لحاظ سے۔ (ii) سامعین کے اعتبار سے۔

marfat.com

﴿iii﴾ معاشرے کی اصلاح کے پیش نظر۔ ﴿iv﴾ تنظیمی محاذ نظر سے۔

﴿i﴾ مبلغ کی اپنی ذات کے لحاظ سے :-

اگر غور کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ کسی مبلغ کا بیان

کرنا سے درج ذیل فائدوں سے فیضیاب کر دیتا ہے۔

(1) سنت پر عمل کی سعادت :-

قوی و موثر دلائل کے ساتھ عوام الناس کو دین کی

طرف مائل کرنا اور ان کا تعلق، اللہ تبارک و تعالیٰ اور آخرت کے ساتھ مضبوط

کرنا، انبیاء عظیم السلام، صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) اور اولیائے کرام (رحمہم اللہ) کا طریقہ رہا

ہے۔ جب یہ بات تسلیم شدہ ہے تو اب ہر مبلغ کو اپنی خوش قسمتی پر ناز کرنا چاہئے

کہ ”وہ قدرت کے اس عطا کردہ انعام کے ذریعے مذکورہ نفوس کریمہ کی سنت پر

عمل پیرا ہونے کی سعادت حاصل کرنے کی بناء پر اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول

کو اپنے لئے بے حد آسان بنا رہا ہے۔“

اس کے برعکس ایسے اسلامی بھائیوں کو اپنے اوپر افسوس کرنا چاہئے کہ

”جو ہزار ہا صلاحیتیں رکھنے کے باوجود اس سنت پر عمل پیرا ہونے سے محروم

ہیں۔“ ہو سکتا ہے کہ ان کی یہ سستی انھیں میدان محشر میں شدید پچھتاوے کا

شکار کروادے۔

(2) ملاقات میں آسانی :-

کسی کو دین کی طرف مائل کرنے کے لئے موثر انداز ملاقات

بہت اہمیت کا حامل ہے، کیونکہ سامنے والے کو متاثر کئے بغیر ”اپنی بات منوانا یا اس

کے خیالات کو اپنے خیالات کے تابع کرنا“ بہت ہی مشکل امر ہے۔ اپنی ذات

جملے بہترین ترتیب کے ساتھ موجود ہوں۔“

اب چونکہ ایک سمجھ دار اور اچھا مبلغ اپنے بیان کی افادیت بڑھانے کے لئے کثرت سے مطالعہ کرتا ہے، جس کے باعث نیا نیا مواد حاصل ہوتا رہتا ہے اور پھر اس مواد کو عوام کے سامنے بیان کرنے کے لئے اپنے ذہن میں مرتب بھی کیا جاتا ہے، چنانچہ بیان کی برکت سے اسے ضمناً، تحریر کو بہترین بنانے کے سلسلے میں مذکورہ دونوں معاون چیزیں بھی حاصل ہو جاتی ہیں۔

اس کے برعکس ایسے اسلامی بھائی کہ جو، بیان کی سعادت سے منہ موڑنے کو اپنے لئے باعثِ راحت تصور کرتے ہیں، یا تو تحریر کی ہمت ہی نہیں کرتے اور اگر کر بھی لیں تو ان کی تحریر میں وہ جاذبیت و اثر و کشش پیدا نہیں ہو سکتی کہ جو ایک مبلغ کی تحریر میں باسانی محسوس کی جا سکتی ہے۔

(4) خود اعتمادی کا حصول :-

چونکہ مبلغ، بیان کی تیاری کے سلسلے میں مختلف مضامین پر مشتمل کتب کا مطالعہ کرتا رہتا ہے، لہذا اس کے ذہن میں بے شمار موضوعات کے بارے میں مواد جمع ہو جاتا ہے، نیز وہ اس مواد کو کثیر مجمع کے سامنے بیان بھی کرتا ہے، چنانچہ اسے ان دونوں چیزوں کے بے حساب ضمنی فائدوں میں سے ایک فائدہ یہ بھی حاصل ہوتا ہے کہ ”اس کی ذات میں زبردست خود اعتمادی پیدا ہو جاتی ہے۔“ نتیجتاً اسے مختلف شعبوں یا طبقوں سے تعلق رکھنے والوں کو دیکھ کر یا ان سے بات چیت کے دوران کسی بھی قسم کا احساسِ کمتری کا احساس نہیں ہوتا۔ اور پھر یہ با اعتماد گفتگو، دین کی تقویت اور ترقی کا باعث بن جاتی ہے۔

لیکن بیان و مطالعہ کی نعمت کو قبول کرنے سے انکار کرنے والے ”دین

marfat.com

کی ترقی کے سلسلے میں مخلص اسلامی بھائی "ایک مخصوص طبقے کے علاوہ دیگر لوگوں کے ساتھ ملاقات کی ہمت نہیں کر پاتے، چنانچہ اگر انھیں کسی امیر و کبیر شخص یا پروفیسر و ڈاکٹر یا کسی بڑے افسر یا کالج و یونیورسٹی میں پڑھنے والے طالب علم سے ملاقات کے لئے کہا جائے تو وہ ایک انجانے خوف میں مبتلا ہو کر یا تو صاف انکار کر دیتے ہیں اور یا پھر دوران ملاقات واضح طور پر سامنے والے سے مرعوب و متاثر دیکھے جاسکتے ہیں۔ یقیناً ذی شعور اسلامی بھائیوں کے لئے اس کے نتیجے کا اندازہ کرنا بالکل دشوار نہیں۔

(5) ثواب جاریہ کا سبب :-

اللہ تعالیٰ جہاں مبلغ کو بے شمار دیگر انعامات سے نوازتا ہے وہیں اس کے لئے ثواب جاریہ کے دروازے کھول کر قیامت تک کے لئے راحت و خوشی کا سامان بھی فراہم کر دیتا ہے۔ مبلغ کے بیان کی مذکورہ افادیت کو ایک مثال سے سمجھئے کہ "کسی نے زمین میں ایک بیج اگایا، اس سے پودا نکلا، پھر وہ تناور درخت بن گیا اور پھر اس میں منوں کے حساب سے بہترین خوش ذائقہ پھل لگے، اس نے خود بھی کھائے اور دوسروں نے بھی انھیں سیر ہو کر کھایا۔ پھر ان کھائے ہوئے پھلوں کے بیج بھی اگائے گئے، ان سے بھی حسبِ سابق پودے اور درخت نکل آئے اور اس طرح صرف ایک بیج سے لاتعداد پھلوں اور درختوں کے حصول کا ایک لامتناہی سلسلہ جاری و ساری ہو گیا۔"

پس مبلغ کا بیان، زمین میں اگائے جانے والے بیج کی مانند ہے، جب اس کے الفاظ سامعین کے دل و دماغ میں پہلچ مچا دیتے ہیں، تو گویا کہ اس بیج سے پودا نکلا ہو گیا اور جب اس کے پھل نکلاں گے تو ان سے لگ بھگ نیک

marfat.com

بنا شروع کر دیں، گناہوں سے کنارہ کشی اختیار کر لیں، عمل کرنا ان کے لئے بالکل آسان ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری والے کاموں پر استقامت سے نواز دئے جائیں، تو گویا کہ اب وہ ننھا سا پودا تناور درخت بن چکا ہے، اب چونکہ ان کے نیک بننے کا سبب یہ مبلغ بنا تھا، لہذا ان کے تمام نیک اعمال کا ثواب اسے بھی ملتا رہے گا، یہ گویا کہ اس نے اور دوسروں نے اگائے ہوئے پھلوں کو کھایا۔ اور پھر جب نیک بننے والے ان نعمتوں کے حصول کے ساتھ ساتھ دوسروں کو نیک بنانا بھی شروع کر دیں، اور وہ مزید دوسروں کو..... اور پھر وہ مزید دوسروں کو..... تو گویا کہ کھائے ہوئے پھلوں کے بیجوں کو اگا دیا گیا، اب ان شاء اللہ عزیل یہ سلسلہ تاقیامت جاری و ساری رہے گا۔

☆ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ ”جب انسان مر جاتا ہے تو اس کا عمل ختم ہو جاتا ہے، البتہ تین چیزیں پھر بھی باقی رہتی ہیں۔
 (۱) صدقہ جاریہ۔ (۲) نفع دینے والا علم۔ (۳) نیک اولاد جو اس کے لئے دعا مانگتی رہے۔“ (مسلم)

☆ ایک اسلامی بھائی نے بتایا کہ ”تقریباً دو سال پہلے اجتماع میں بھارت سے آئے ہوئے ایک مبلغ نے ایک سنت بیان کی تھی، میں اس سنت پر اسی وقت سے عمل کر رہا ہوں۔“

اس بات کو سن کر راقم الحروف کافی دیر تک اس مبلغ کی قسمت پر رشک کرتا رہا۔ آپ بھی غور کیجئے کہ یہ تو ایک اسلامی بھائی کا بیان ہے، نا معلوم اس وقت کتنے ایسے لوگ ہوں گے کہ جنہوں نے اس بیان کردہ سنت پر عمل کی نیت کی ہو گی۔ اب وہ مبلغ تو ننگے جا کر رہے گا۔ میں مصروف ہو چکا ہے لیکن

marfat.com

یہاں نیکیوں کا جو میٹر چلا کر چلا گیا اس کا ”نفع“ اسے نامعلوم مدت تک حاصل ہوتا رہے گا۔ اور مزے کی بات یہ کہ اسے خود معلوم نہیں ہو گا کہ روزانہ میرے نامہ اعمال میں کس قدر نیکیاں لکھی جا رہی ہیں، ہاں! بروزی قیامت جب اس کا نامہ اعمال کھولا جائے گا، تب اسے علم ہو گا کہ ”اس کی زبان سے نکلنے والے یہ مختصر الفاظ اس کے لئے کتنا عظیم الشان ذخیرہ بن چکے ہیں۔“

اور پھر یہ تو ایک بیان کی برکت کا ”اونی سا ظہور“ ہے، وہ اپنی پوری زندگی میں جتنے بیانات کرے گا اور ان سے لوگ نیک بنیں گے، گناہوں کو چھوڑیں گے، اور اوروں کو ضائع اختیار کریں گے، نیز دوسروں کو نیک بنائیں گے اور ان بیان کردہ باتوں کو دوسروں کے ساتھ بیان کریں گے تو ان کے بدلے میں ملنے والے انعامات کا اندازہ کون کر سکتا ہے؟

اس کے برعکس بے چارہ وہ اسلامی بھائی کہ جسے قدرت نے بیان کا موقع عطا فرمایا لیکن اس نے ”ضرورت سے زیادہ ہوشیاری اور سمجھ داری کا مظاہرہ“ کرتے ہوئے اس سعادت سے حصہ حاصل نہ کیا، تو غالب گمان ہے کہ اس کی یہ کوتاہی اس کے لئے قبر و حشر میں طویل رنج و غم کا سبب ثابت ہوگی۔

(6) مغفرت و نجات کا سبب :-

بیان کی ایک برکت یہ بھی ہے کہ بعض اوقات اس

کے باعث مبلغ اور سامعین کے لئے نجات و مغفرت کا پروانہ بھی جاری کر دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ

☆ تمام لوگوں کی مغفرت :-

این عسا کر (رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منسوب بن کر (یعنی اللہ تعالیٰ)

marfat.com

سے روایت کیا کہ ”میں نے اپنے باپ کو خواب میں دیکھا، تو پوچھا کہ ”آپ کا کیا حال ہے؟“ وہ فرمانے لگے، ”مجھ کو میرے رب (مزدجل) نے قریب بلا کر فرمایا، ”اے بے عمل بوڑھے! میں تجھے معاف کرتا ہوں۔ مگر تو جانتا ہے کہ تیری مغفرت کیوں کی گئی ہے؟“ میں نے عرض کی، ”جی نہیں۔“ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، ”اس لئے کہ ایک روز تو نے لوگوں کو جمع کیا اور میرا ذکر کیا، تو لوگ روئے، ان میں ایک ایسا شخص بھی تھا کہ جو میرے خوف سے اس دن کے علاوہ کبھی نہ رویا تھا، اس کے رونے کے باعث میں نے اس کی مغفرت کر دی اور اس کے صدقے میں تمام اہل مجلس کو بھی بخش دیا۔“ شرح الصدور بفتح حال الموتی والقبور

☆ سنت نبوی ﷺ کی خدمت کا بدلہ :-

ابن عساکر (رحمہ اللہ تعالیٰ) نے عبد اللہ بن عبد الرحمن

(رحمہ اللہ تعالیٰ) سے روایت کیا، انہوں نے فرمایا، ”میں نے خلیفہ متوکل باللہ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ ”اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟“ انہوں نے فرمایا، ”اللہ تعالیٰ نے میری مغفرت فرمادی۔“ میں نے دریافت کیا کہ ”کس سبب سے؟“ فرمایا، ”اگرچہ میری پاس نیک اعمال کا کوئی ذخیرہ نہ تھا، لیکن میں نے سنت نبوی ﷺ کی جو خدمت کی تھی، اس کے عوض میری مغفرت فرمادی گئی۔“ شرح الصدور بفتح حال الموتی والقبور

(7) بارگاہ الہی (عزوجل) میں مقبولیت :-

اللہ تعالیٰ کے دین کی طرف مائل کرنا مبلغ کے لئے

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول و معروف بننے کا ذریعہ بھی ہے اور جو رب کائنات کی

بارگاہ میں مقبول ہو گیا، تو اس کو عطا کئے جانے والے انعامات کا کون اندازہ کر سکتا

marfat.com

ہے؟ اس سلسلے میں دو ایمان افروز واقعات ملاحظہ فرمائیے۔

☆ آسمانوں میں بیان :-

لبن عساکر (رحمہ اللہ تعالیٰ) نے ابو الحسن شعرانی (رحمہ اللہ تعالیٰ) سے روایت کیا کہ ”میں نے منصور بن عمار (رحمہ اللہ تعالیٰ) کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا، تو دریافت کیا کہ ”اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟“ انھوں نے کہا کہ ”اللہ تعالیٰ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ ”کیا تو ہی منصور بن عمار ہے؟“ میں عرض کی، ”جی ہاں۔“ پھر اس نے دریافت فرمایا، ”کیا تو وہی ہے کہ جو لوگوں کو دنیا میں زہد کی رغبت اور آخرت کی محبت کی جانب مائل کیا کرتا تھا؟“ میں نے عرض کی، ”جی ہاں، ایسا ہی تھا کہ جب بھی میں کسی مجلس میں بیٹھتا تو اس کو تیرے ذکر سے شروع کرتا، پھر تیرے محبوب ﷺ پر درود بھیجتا اور پھر تیرے بندوں کو نصیحت کرتا۔“ یہ سن کر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، ”میرے بندے نے سچ کہا، اس کے لئے آسمان میں کرسی چھوٹا تاکہ جس طرح یہ دنیا میں میری پاکی اور بڑائی بیان کرتا تھا، اسی طرح آسمانوں میں بھی بیان کرے۔“

﴿شرح الصدور شرح حال الموتی و التقوی﴾

☆ حضرت جبرئیل (علیہ السلام) نے حدیث لکھی :-

لبن عساکر (رحمہ اللہ تعالیٰ) نے محمد بن مروزی (رحمہ اللہ تعالیٰ) سے روایت کی کہ ”میں نے حافظ یعقوب بن سفیان (رحمہ اللہ تعالیٰ) کو خواب میں دیکھا، تو پوچھا، کیا حال ہے؟“ انھوں نے فرمایا، ”اللہ عزوجل نے میری بخشش کر دی اور فرمایا، ”تم دنیا میں جس طرح میرے محبوب ﷺ کی حدیث بیان کرتے تھے آسمان پر بھی بیان کرو۔“ چنانچہ میں نے جو تھے آسمان پر حدیث بیان

marfat.com

کی اور فرشتوں نے اسے سنہری قلموں سے لکھا، حضرت جبرئیل (علیہ السلام) بھی لکھنے والوں میں تھے۔“
 شرح الصدور شرح حال المونی والقبور

(8) عمل پر استقامت اور احتیاط کی دولت :-

جب ایک مبلغ اجتماع وغیرہ میں اجتماعی طور پر دوسروں کو نیکی کی تلقین کرتا ہے، تو اس کی شخصیت آہستہ آہستہ مشہور ہونا شروع ہو جاتی ہے، وہ اپنے اطراف میں مشاہدہ کرتا ہے کہ سننے والے میری وجہ سے باعمل بنا شروع ہو گئے ہیں، بہت سوں کو نیک اعمال پر استقامت بھی حاصل ہو گئی ہے۔ یہ تمام امور اس کی شخصیت میں احتیاط کا مادہ بڑھا دیتے ہیں، کیونکہ اسے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کا میرے بیان کے ذریعے میری ذات سے متاثر ہونا اور اس کے نتیجے میں نیک اعمال و افعال پر پابندی اختیار کرنا اسی وقت تک ہے کہ جب تک میں خود ان باتوں پر سختی سے عمل کروں گا، چنانچہ وہ ہر معاملے میں احتیاط کرنے لگتا ہے، اس کی گفتگو، چلنا، پھرنا، اٹھنا، بیٹھنا، کھانا، پینا، مسکرانا، لوگوں سے میل جول رکھنا سب سنت کے مطابق ہو جاتا ہے، خلاف شرع امور سے دور ہو جاتا ہے، نیز ان اعمال کے ساتھ ساتھ عبادت پر زبردست استقامت بھی حاصل ہو جاتی ہے۔ اور اس طرح وہ ایک قابل رشک زندگی گزارنے کی سعادت حاصل کر لیتا ہے۔ کیونکہ

☆ سیدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں کہ ”رسول اللہ ﷺ کو وہ عبادت

سب سے زیادہ پسند تھی، جسے کرنے والا ہمیشہ کرے۔“ (حدیث)

☆ شفیع محشر ﷺ کا فرمان عالیشان ہے کہ ”اللہ تعالیٰ کے نزدیک

پسندیدہ عمل وہ ہے کہ جس میں ہمیشگی کی جائے، چاہے وہ عمل تھوڑا ہی کیوں نہ

marfat.com

ہو۔“ (مسلم)

﴿ii﴾ سامعین کے اعتبار سے :-

آخرت میں فلاح و کامرانی کے حصول کے لئے علم دین، عمل کی دولت، خوف خدا، گناہوں سے دوری، عشقِ رسول ﷺ، عبادات کی ادائیگی پر استقامت اور سابقہ گناہوں پر توبہ و استغفار لازم و ضروری امور ہیں۔ ان کا حصول گرچہ کتابوں کے ذریعے بھی ممکن ہے، لیکن ہر شخص کو اس پر قدرت حاصل نہیں ہوتی، یا تو ذاتی سستی کی بناء پر، یا غفلت کے باعث یا دیگر دنیاوی مصروفیات کی وجہ سے۔ ایسی صورت میں مبلغ کا بیان بہت اہم کردار ادا کرتا ہے اور انھیں مختصر وقت میں وہ تمام چیزیں ”مکمل تفصیل و ترتیب“ کے ساتھ فراہم کر دیتا ہے کہ جو ایک طویل عرصے تک مطالعے کے بعد بھی حاصل ہونی مشکل تھیں اور اس طرح بیان کی برکت سے ان کی آخرت محفوظ ہو جاتی ہے۔

﴿iii﴾ معاشرے کی اصلاح کے پیش نظر :-

معاشرہ افراد سے بنتا ہے، افراد اگر پاکیزہ سمجھ و شعور کے مالک ہوں تو معاشرے میں بھی پاکیزگی دکھائی دیتی ہے، اس کے برعکس اگر ان کے اذہان گندگی کا شکار ہوں تو اس کے مضر اثرات پورے معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے لیتے ہیں اور برائیاں گھر گھر میں عام ہو جاتی ہیں، جیسا کہ ہمارے معاشرے میں باآسانی دیکھا جاسکتا ہے۔ معاشرے کی اصلاح کے سلسلے میں بھی بیان کو نمایاں حیثیت و اہمیت حاصل ہے، اچھے مبلغ کا بیان لوگوں کی منفی سوچ کو مثبت سوچ میں تبدیل کر دیتا ہے، جب یہ مختصر سے افراد

اپنے گھر میں اسی سوچ کو منتقل کرتے ہیں تو مٹی گھرانے کا پورا حصہ پر آجاتے

ہیں، جب کئی گھرانے سدھر جاتے ہیں تو لامحالہ معاشرے پر اس کے خوشگوار اثرات نمودار ہونا شروع ہو جاتے ہیں، جیسا کہ دعوتِ اسلامی کے ماحول کی برکت سے مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔ اب یہ بیان جتنے کثیر ہوں گے، سننے والوں کا دائرہ بھی وسیع ہوتا چلا جائے گا، اور جتنے سامعین بڑھیں گے، اتنی ہی تیزی سے معاشرے میں انقلاب برپا ہونے کے امکانات روشن سے روشن تر ہوتے چلے جائیں گے۔

﴿iv﴾ تنظیمی نکتہ نظر سے:-

تنظیمی نکتہ نظر سے بیان کی اہمیت کئی لحاظ سے سمجھی جاسکتی

ہے۔

☆ تنظیم کی ترقی و بقاء کا سبب:-

کسی بھی تنظیم کی ترقی و بقاء اس کے کارکنوں کی کثرت اور ان کی انتھک محنت کی مرہون منت ہوتی ہے۔ ایک اچھا مبلغ جب معیاری و متاثر کن بیان کرتا ہے تو اس کی برکت سے کثیر لوگ تنظیم کا حصہ بنا شروع کر دیتے ہیں اور پھر اس ترقی میں مشغول و مصروف بھی ہو جاتے ہیں۔ یقیناً ایک غیر مبلغ، لوگوں تک جو پیغام سینہ بسینہ سال بھر میں پہنچائے گا، ایک مبلغ مطلوبہ لوگوں تک وہی پیغام صرف ایک بیان کے ذریعے پہنچا سکتا ہے۔

☆ قافلہ نکالنے میں آسانی:-

سنتوں کی تربیت کے سلسلے میں روانہ ہونے والے

قافلے کی کامیابی کے لئے، قافلے میں کم از کم ایک ایسے مبلغ کا ہونا ضروری ہے کہ

جسے اچھا بیان کرنے پر قدرت حاصل ہو، اگر پورے قافلے میں ایک بھی ایسا

marfat.com

اسلامی بھائی موجود نہ ہو تو قافلہ نکالنے کی رسم تو پوری ہو جائے گی، لیکن جس مقصد کے لئے گھریار کو چھوڑا گیا تھا، وہ مقصد کامل طریقے سے پورا ہوتا نظر نہ آئے گا۔ معلوم ہوا کہ قافلے کی کامیابی میں بیان کرنے والے مبلغ کا کردار بالکل ایسا ہی اہم ہے کہ جیسے ایک درخت کے قائم رہنے کے لئے اس کے تنے کا وجود ضروری ہے۔ بلکہ اکثر اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایسے قیمتی اسلامی بھائی کی غیر موجودگی کے باعث قافلہ نکالنا ہی دشوار و ناممکن ہو جاتا ہے۔

اس مسئلہ حقیقت پر نظر ثانی کرنے کے ساتھ ہی بیان کی اہمیت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ قافلہ جو کہ ”دعوتِ اسلامی کے ماحول میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے، اس کی بقاء و ترقی بھی اسی نعمتِ عظمیٰ کے حامل اسلامی بھائیوں کی موجودگی کی محتاج و مرہونِ منت ہے۔“

ما قبل بیان کردہ صورت کے برعکس جس علاقے میں بیان کرنے والے اسلامی بھائیوں کی تعداد زیادہ ہوتی ہے، انھیں نہ تو قافلہ نکالنے میں کوئی دقت محسوس ہوتی ہے اور نہ ہی قافلہ لے جانے کی صورت میں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑتا ہے۔ کاش! اپنے ماحول کی ترقی کی خاطر ہم میں بھی بیان سیکھنے، کرنے اور سکھانے کا جذبہ موجود ہوتا.....

☆ سالانہ اجتماع کی تیاری کے سلسلے میں آسانی:-

جن علاقوں میں بیان کرنے والے

اسلامی بھائی موجود ہوتے ہیں، سالانہ اجتماع کے موقع پر انھیں عوام الناس کو جمع کرنے میں بالکل دقت محسوس نہیں ہوتی اور وہ آسانی مرکز کا دیا ہوا اثر گٹ پورا

کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ اس کے برعکس ایسے علاقے کہ جن کے

marfat.com

اسلامی بھائی اس سلسلے میں ہمیشہ سستی کا شکار رہے ہوں، دوسرے مختلف علاقوں سے مبلغین کی بھیک مانگتے نظر آتے ہیں۔ کاش! یہ اسلامی بھائی محنت کرتے تو ایسے مواقع پر دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے آسانی سچ جاتے.....

☆ محافل کی کامیابی:-

بڑی محافل کی کامیابی کے لئے جہاں اچھے نعت خواں درکار ہوتے ہیں، وہیں بہترین مبلغ کی اہمیت کا بھی کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ ایسی بڑی محافل میں اکثر لوگ سننے کی نیت سے ہی حاضر ہوتے ہیں، اب جب کہ سننے والے اسی مقصد کے لئے اپنا قیمتی وقت نکال کر آئے ہوں اور شوق بھی رکھتے ہوں، تو ایسے موقع سے فائدہ اٹھا کر شیطان کی گرفت کو کمزور کرنا بے حد آسان ہو جاتا ہے، لیکن یہ اسی وقت ممکن ہے کہ جب بیان کرنے والے کی بیان پر گرفت مضبوط ہو، وہ ایک اچھے بیان کی تمام تر خوبیوں سے نا صرف واقف ہو بلکہ اسے اچھی صفات کے ساتھ ادائیگی بیان پر قدرت بھی حاصل ہو۔ بد قسمتی سے اکثر علاقے اس قسم کے مبلغین سے خالی ہوتے ہیں، چنانچہ یا تو کسی ایسے نا تجربہ کار اسلامی بھائی کو کھڑا کر دیا جاتا ہے کہ جس سے فائدے کے بجائے الٹا نقصان ہوتا ہی نظر آتا ہے، اور یا پھر پورے علاقے میں مذکورہ مبلغ کے نہ ہونے کے باعث دوسرے علاقے والوں سے عرض و خوشامد کی جاتی ہے۔

☆ ہفتہ وار اجتماع کی کامیابی:-

ہفتہ وار اجتماع کی کامیابی بھی اچھا بیان کرنے والے مبلغین کی محتاج نظر آتی ہے، جن شہروں میں خوب صورت انداز بیان کے حامل اسلامی بھائی موجود ہوتے ہیں، ان کے اجتماعات کامیابی سے ہم کنار نظر آتے ہیں

marfat.com

کیونکہ علاقے کے اسلامی بھائیوں کو امید ہوتی ہے کہ ”نئے اسلامی بھائی کو ساتھ لے جانے پر اچھے بیان کے باعث اس کا ذہن بننے کا قوی امکان ہے۔“ اور ایسا ہوتا بھی ہے کہ جب بیان کے اختتام پر نئے اسلامی بھائی یوں کہتے نظر آتے ہیں کہ ”آج تو مزہ آگیا“ یا ”آج تو بہت روحانی سکون ملا ہے“ تو ان مبلغین کو اپنی محنت وصول ہوتی نظر آتی ہے اور اس طرح ان میں مزید کام کا جذبہ بڑھ جاتا ہے۔

اس کے برعکس جو علاقے ”مبلغین کے اعتبار“ سے قحط کا شکار ہوتے ہیں، ان کے اجتماع نہ صرف ناکام رہتے ہیں بلکہ اس علاقے کے اسلامی بھائیوں میں کام کا وہ جذبہ بھی نظر نہیں آتا کہ جو ایک تنظیم سے شدید محبت رکھنے والے کارکن میں نظر آنا چاہیے، اس کی وجہ اکثر یہی ہوتی ہے کہ اسلامی بھائی خوب محنت کے ساتھ لوگوں کو تیار کر کے اجتماع میں لاتے ہیں لیکن جب سامنے سے مبلغ کی ”آئیں، بائیں، شائیں“ سننے کو ملتی ہے اور ”نہ بیان کا کوئی سر ہوتا ہے نہ پیر“ اور ”یا پھر وہی پرانا بیان، بعینہ بیان کیا جا رہا ہوتا ہے“ تو نئے آنے والے بہت یوریت محسوس کرتے ہیں، نتیجتاً انھیں، بڑی تعریفیں بیان کر کے ساتھ لانے والا مبلغ، شرمندگی کا شکار ہو جاتا ہے، اور پھر یہی شرمندگی اس کی آئندہ محنت پر زبردست طریقے سے اثر انداز ہوتی ہے، سابقہ اجتماعات کے تلخ تجربے، نئے اسلامی بھائیوں کو دعوت دینے کی راہ میں رکاوٹ بن جاتے ہیں اور اس طرح اجتماع، ترقی کے بجائے تنزلی کا شکار ہوتا چلا جاتا ہے۔

☆ باہر کے ممالک میں دعوتِ اسلامی کا مضبوط اثر:-

جب کوئی مبلغ مرکز کی طرف سے باہر

کے ملک میں دعوتِ اسلامی کا پیغام لے کر جاتا ہے، تو لوگ اس کی بات کو بہت

marfat.com

غور سے سنتے ہیں، کیونکہ وہ اس وقت ایک نئی تنظیم کا تعارف پیش کر رہا ہوتا ہے اور اس نمائندے کی زبان سے نکلنے والے الفاظ پوری تنظیم کی سوچ و مقصد پر دلالت کر رہے ہوتے ہیں، نیز اس لئے بھی کہ ہر تنظیم دیگر ممالک میں اپنے کام کو وسعت دینا چاہتی ہے، لہذا لوگوں کو یہ فیصلہ کرنا ہوتا ہے کہ ان میں سے کس تنظیم کے ساتھ وابستگی ”اخروی و مسلکی اعتبار“ سے فائدہ مند رہے گی۔ پس اب اگر ایسا مبلغ، اپنے پیغام کو بہترین انداز سے انداز سے پیش کرنے میں کامیاب ہو جائے، تو سامعین کے قلوب میں انقلاب پیدا ہو جاتا ہے، وہ اس پیغام کے باعث پیش کردہ ماحول کو دیگر تنظیمی ماحولوں پر فوقیت دینے پر مجبور ہو جاتے ہیں اور یوں کامیابی، تنظیمی ترقی کی شکل میں مبلغ کے قدم چومتی نظر آتی ہے، لوگ جوق در جوق ماحول میں شامل ہوتے ہیں اور کچھ ہی عرصے میں وہاں سنتوں کی بہاریں عام ہو جاتی ہیں اور پھر اس ملک سے مزید مبلغین تیار ہو کر دیگر اطراف کے ممالک میں اسی پیغام کو عام کرنا شروع ہو جاتے ہیں۔ اس کے برعکس اگر مبلغ کی بیان پر گرفت کمزور ہو تو اس کا لوگوں کی سوچ کو اپنی سوچ کے تابع کرنا بے حد مشکل ہو جاتا ہے، نتیجتاً کثیر سرمایہ خرچ کرنے کے باوجود بھی مطلوبہ مقصد حاصل نہیں ہو سکتا۔

پیارے اسلامی بھائیو اور محترم اسلامی بہنو!

مذکورہ بالا گزارشات کی روشنی میں ہر

مبلغ و مبلغہ کو چاہیے کہ ”اپنی ذات میں موجود بیان کرنے کی صلاحیت میں اضافے

کے لئے دن رات کوشش کرے۔ جو ابھی تک اس نعمت سے محروم ہیں وہ ہمت

کر کے ابتداء کریں اور جو پہلے سے اس شرف سے حصہ حاصل کر چکے ہیں وہ اس

marfat.com

پر استقامت اور اس میں برکت و ترقی کے بارے میں عملی اقدامات کو اپنے لئے
باعتِ سعادت سمجھیں۔“

بیان کے بارے میں حیلے یہاں لور ان کی وجوہات :-

بہت سے اسلامی بھائی ایسے ہیں کہ

جنہوں نے ابھی تک اس سعادت کو حاصل نہیں کیا اور وہ اس کام کو اپنے لئے
بہت مشکل تصور کرتے ہیں، چنانچہ بار بار اصرار کے باوجود ان کی طرف سے انکار
ہی سننے کو ملتا ہے۔ کبھی تو ”صاف انکار“ کر دیتے ہیں اور کبھی اس قسم کے حیلے
یہاں لے جاتے ہیں کہ ”میں اس قابل کہاں کہ بیان کر سکوں.....؟“ یا ”میں
تو بہت زیادہ گناہ گار ہوں.....“ یا ”بیان تو وہ کرے کہ جس کے پاس بہت زیادہ
معلومات ہوں، پہلے میں کچھ معلومات اکٹھی کر لوں، اس کے بعد ہمت کروں
گا۔“ یا ”مجھے تو بیان کرنا آتا ہی نہیں ہے، اگر کبھی کھڑا بھی ہو جاؤں تو ٹانگیں
کاٹنے لگتی ہیں.....“ وغیرہ وغیرہ

یونہی ہر اوقات بیان پر قدرت رکھنے والے اسلامی بھائی بھی اس نعمت
کی لواٹگی سے کترانا شروع کر دیتے ہیں، جب ان سے بیان کرنے کے لئے عرض
کی جائے تو کبھی تو مصروفیت کا بہانہ بنایا جاتا ہے، تو کبھی طبیعت کی خرابی کا اور کبھی
بالکل صاف انکار کر دیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کے حصول سے اپنی جان چھڑانے یا چھانے کے

لئے مذکورہ جوہات کیوں اختیار کئے جاتے ہیں؟

اس کی کئی وجوہات ہو سکتی ہیں۔

(۱) انہیں لوگوں کے سامنے کھڑے ہونے سے خوف محسوس ہوتا

ہے اور یہی خوف اس قسم کے حیلے بہانے اختیار کرنے کی راہ دکھاتا ہے۔

(2) بیان کرنے کا صحیح طریقہ نہیں آتا یعنی کس طرح مواد جمع کیا

جائے؟ اسے مرتب کس طرح کیا جائے؟ بیان شروع کیسے کیا جائے؟ اختتام کس طرح ہونا چاہیے؟ وغیرہ وغیرہ..... پھر کوئی ایسا اسلامی بھائی بھی نہیں ملتا کہ جو اپنا قیمتی وقت دے کر انفرادی توجہ کے ساتھ ان کی اس مشکل کو خوشدلی کے ساتھ حل کرنے کے لئے تیار ہو جائے۔

(3) سستی کی بناء پر بیان تیار کرنے کے لئے مطالعہ کرنا گراں گزرتا

ہے۔ اور جب مطالعہ ہی نہیں ہوتا تو بیان کس طرح کیا جائے؟

(4) وجہ کچھ بھی نہیں بس بیان کرنے کو دل ہی نہیں چاہتا۔

(5) مطالعہ کے لئے کتابیں موجود نہیں، نہ ہی اتنے پیسے ہیں کہ کتابیں

خرید سکیں۔

(6) زبان میں لکنت وغیرہ ہے، چنانچہ جب لوگ آواز سن کر ہنستے ہیں تو

دل آزاری ہوتی ہے "یا کوئی دیگر جسمانی عیب ہے جس کے باعث لوگوں کے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے۔"

(7) پڑھنا لکھنا نہیں آتا۔

(8) بیان کے بعد "لوگوں یا نگران یا دیگر اسلامی بھائیوں" کی طرف

سے مرضی کے مطابق حوصلہ افزائی نہیں کی جاتی۔

(9) سننے والے بہت کم ہوتے ہیں جس کے باعث بیان کرنے میں مزہ

نہیں آتا۔

(10) کوئی دوسرا مبلغ ان سے اچھا بیان کرتا ہے، جس کے باعث اسے

marfat.com

خوب عزت ملتی ہے اور لوگوں کی زبانوں پر اسی کی تعریف زیادہ جاری رہتی ہے، جب کہ اس کے مقابلے میں ان حضرات کو کوئی پوچھتا ہی نہیں، جس کی وجہ سے ان کا نفس اپنی بڑی بے عزتی محسوس کرتا ہے، چنانچہ اس بے عزتی سے بچنے کا ایک حل یہی نظر آتا ہے کہ بیان کرنا ہی ترک کر دیا جائے کہ ”نہ میں بیان کروں گا اور نہ فلاں اور میرا موازنہ کیا جائے گا.....“

(11) بسا اوقات بیان کرنے میں کوئی غلطی ہو جاتی ہے جس کے باعث نگران یا دیگر اسلامی بھائی سختی سے گرفت کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اور یہی سختی شدید دل آزاری کا سبب بن جاتی ہے اور یہی دل آزاری آئینہ کے لئے بیانات سے ہزار کر دیتی ہے۔

(12) بعض اوقات کسی بڑی محفل میں بیان کی خواہش ہوتی ہے لیکن نگران ان کے جائے کسی دوسرے پرانے یا نئے مبلغ کو موقع دے دیتا ہے، اس خلاف مرضی بیانات کی تقسیم پر نفس میں شدید غصہ پیدا ہوتا ہے اور یہی غصہ بیانات سے دور لے جانے کا سبب بن جاتا ہے۔

(13) بہت جلد گلابیٹھ جاتا ہے، چنانچہ لسبیاں کرنا ممکن نہیں۔

مطالعہ فرمانے والے اسلامی بھائیو!

ما قبل میں بیان کردہ ”بیان کے بہترین فضائل“ اور ان ”بیان سے دور رہنے یا بھاگنے کی وجوہات“ کا آپس میں مقابلہ و موازنہ کروا کر دیکھئے، یقیناً آپ کا دل بھی گواہی دے گا کہ ”ان معمولی وجوہات کا تدارک کرنے کے جائے، بیان جیسی اعلیٰ نعمت سے محروم رہ جانا، ایک ”ایسا نقصان دہ سودا“ ہے کہ جس کے کمزور تکبر کو ”توان و بیوقوفی“ کے مہم سے مہم کھاتا ہے۔ جانے ہو

marfat.com

کاش! ہمارے اسلامی بھائی درج ذیل مدنی نکات کو پڑھ کر، مثبت عملی کوشش اختیار کرنے کی برکت سے مذکورہ فائدوں کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ کی رضا پانے میں بھی کامیاب ہو جائیں۔

ذکر کردہ وجوہات اور ان کا حل

☆ پہلی وجہ :-

انہیں لوگوں کے سامنے کھڑے ہونے سے خوف محسوس ہوتا ہے اور یہی خوف اس قسم کے حیلے بہانے اختیار کرنے کی راہ دکھاتا ہے۔

حل :-

اس معاملے میں ڈر و خوف دور کرنے کا بہترین اور کامل حل یہ ہے کہ ”اللہ عزوجل کا نام لے کر بیان کی ابتداء کر دی جائے۔ یہ مبلغ کچھ عرصہ بعد خود ہی اپنے دل کو ہر قسم کی جھجک اور ڈر سے آزاد محسوس کرے گا۔ اس میں آسانی و سہولت کے لئے کسی مسجد میں درس شروع کرنا بھی بہت ضروری ہے، درس کی برکت سے نہ صرف ڈر و خوف میں کمی واقع ہوتی ہے، بلکہ ذہن میں کثیر معلومات اکٹھی اور زبان مختلف الفاظ کی ادائیگی کی عادی ہو جاتی ہے۔“

نیز اسے چاہئے کہ کسی گھٹنوں کے بل چلنے والے بچے پر غور کرے کہ پہلے پہل وہ بھی اپنے پیروں پر چلنے میں ڈر محسوس کرتا ہے، لیکن کچھ ہی عرصہ مسلسل کوشش کرنے کے باعث اس کا تمام خوف دور ہو جاتا ہے اور وہ بغیر کسی سہارے کے چلنے میں کسی قسم کی دقت و تکلیف محسوس نہیں کرتا۔ یہی معاملہ بیان کی ابتداء کے لئے ہمت کر لینے والے کے ساتھ ہوتا ہے۔

marfat.com

یونہی سردیوں میں ٹھنڈے پانی سے خوف محسوس ہوتا ہے اور اس کے تصور ہی سے سردی چڑھنے لگتی ہے، خصوصاً نماز فجر میں۔ لیکن جب ایک مرتبہ ہمت کر کے اس میں ہاتھ ڈال دیا جائے تو پھر بقیہ وضو کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ اس کے برعکس اگر کوئی ہاتھ ڈالنے کی ہمت نہ کر پائے بلکہ دور بیٹھا سوچتا ہی رہے، تو یقیناً تو اس طرح ٹھنڈک سے نجات حاصل ہوگی اور نہ ہی وہ وضو کی تکمیل میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ اسی طرح بیان کی خواہش رکھنے کے باوجود ڈر میں مبتلاء ہونے والے کو چاہیے کہ سوچنے میں وقت ضائع نہ کرے بلکہ ہمت کر کے آغاز کر دے، ان شاء اللہ عزوجل، اللہ تعالیٰ اسے بے شمار برکتوں اور آسانیوں سے نوازے گا۔ اور پھر ایک وقت ایسا بھی آئے گا کہ اس خوف کی کہبت کو یاد کر کے اسے اپنے آپ پر ہنسی آئے گی، بلکہ وہ دوسرے نئے بیان کرے۔ والوں میں ہمت پیدا کرنے کی کوشش کر رہا ہوگا۔

☆ دوسری وجہ:-

بیان کرنے کا صحیح طریقہ نہیں آتا یعنی کس طرح مواد جمع کیا جائے؟ اسے مرتب کس طرح کیا جائے؟ بیان شروع کیسے کیا جائے؟ اختتام کس طرح ہونا چاہیے؟ وغیرہ وغیرہ..... پھر کوئی ایسا اسلامی بھائی بھی نہیں ملتا کہ جو اپنا قیمتی وقت دے کر انفرادی توجہ کے ساتھ ان کی اس مشکل کو خوشدلی کے ساتھ حل کرنے کے لئے تیار ہو جائے۔

حل :-

اس کے حل کے لئے مؤدبانہ گزارش ہے کہ اس کتاب کا مطالعہ جاری

رکھیں اور اللہ عزوجل عنقریب اس کے بارے میں تفصیلی اور پختہ بیان

marfat.com

کئے جائیں گے۔

☆ تیسری وجہ:-

سستی کی بناء پر بیان تیار کرنے کے لئے مطالعہ کرنا گراں گزرتا ہے۔ اور جب مطالعہ ہی نہیں ہوتا تو بیان کس طرح کیا جائے؟

حل:-

اس سلسلے میں درج ذیل چند باتیں ضرور یاد رکھئے۔

﴿1﴾ مطالعہ کا گراں گزرتا دراصل ”باطنی خرابی“ کا نتیجہ ہے۔ یقیناً جس فعل کے بدلے میں ”دین کی اعلیٰ خدمت، تنظیم کی ترقی، ذہنی پاکیزگی، نیکیوں میں اضافہ، گناہوں کا کفارہ، معاشرے کی اصلاح، درجات کی بلندی، اللہ عزوجل اور اس کے محبوب ﷺ کی رضا و خوشی اور شیطان کی گرفت میں کمزوری“ متوقع ہو، اس میں نفس کا سستی کرنا اور اطاعت سے صاف انکار کر دینا ”دل کے گندگی میں مبتلاء“ ہونے کی علامت نہیں تو اور کیا ہے؟

اس کا واحد حل یہی ہے کہ نفس پر سختی کی جائے، اس کے ساتھ زبردستی کئے بغیر دنیا و آخرت میں فلاح و کامرانی کا حصول ایک خواب کے سوا اور کچھ بھی نہیں۔ نفس کو اطاعت کی طرف مائل کرنے اور اس کے ساتھ مقابلہ کرنے کا طریقہ جاننے کے لئے ”احیاء العلوم، کیمیائے سعادت، منہاج العابدین“ وغیرہ کا مطالعہ کرنا چاہئے۔

﴿2﴾ بیان کے فائدوں کو پیش نظر رکھ کر غور کرنا چاہئے کہ اگر کوئی شخص تھوڑی سی محنت سے یہ فائدے حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکتا ہو تو کیا یہ اس کے لئے سعادت مندی کی علامت نہیں؟ کاش! اس بات پر غور کر کے

marfat.com

خود کو ملامت کی جائے کہ دنیاوی چند ٹکے کمانے یا تھوڑی سی لذت اور ذرا سے مزے کی خاطر بھی تو ”بے شمار خلافِ مرضی نفس“ کاموں کو اختیار کیا جاتا ہے، بلکہ استقامت کے ساتھ اختیار کیا جاتا ہے، تو اگر ان قافی اور غیر پائیدار چیزوں کے لئے سخت محنت کرنے پر نفس کو تیار کیا جاسکتا ہے تو کیا اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ”ہمیشہ باقی و قائم رہنے والے انعامات“ کے لئے یہ ہمت نہیں کی جاسکتی؟

﴿3﴾ اپنے محسن کے احسانات کو فراموش کر دینے کو ”بے مروتی کی علامات“ میں شمار کیا جاتا ہے۔ جس طرح ایک شخص اپنے لئے یہ پسند نہیں کرتا کہ اسے ”بے مروت“ کہہ کر پکارا جائے اسی طرح اس کی خواہش ہونی چاہیے کہ ”بے مروتوں کی علامات میں سے کوئی علامت بھی میری ذات میں نہ پائی جائے۔“ بیان میں، ”ذکر کردہ وجہ“ سے سستی کرنے والوں کو غور کرنا چاہیے کہ ”دعوتِ اسلامی“ کے ماحول کے ساتھ وابستگی سے انہیں کس قدر فائدے حاصل ہوئے، ہو رہے ہیں اور آئندہ بھی ہوتے رہیں گے۔

ان فائدوں پر اچھی طرح غور کرنے کے بعد اب اپنی حرکت کے بارے میں بھی سنجیدگی کے ساتھ تھوڑی دیر کے لئے سوچنے کی سعادت ضرور حاصل کریں کہ ”جب مختلف فائدے حاصل کرنے کی باری آئے تو دعوتِ اسلامی بڑی پیاری لگتی لگے، لیکن جب اس محسنِ عظیم کے احسانات کا بدلہ دینے کے لئے کوشش درکار ہو تو اس کے تمام تر احسانات سے منہ موڑ کر نفس کو ”اپنا آقا“ مان لیا جائے؟..... کیا اسی کا نام مروت ہے؟..... کیا یہ احسان فراموشی نہیں؟..... دنیاوی طور پر اگر کوئی برے وقت میں ہماری تھوڑی سی بھی امداد کر

دے تو ہم اس کا احسان مانتے ہوئے اس کے فائدے میں بھی بے جا شکر نہیں، لیکن

marfat.com

جب تنظیم ہم سے تھوڑی سی قربانی مانگے تو ہم نفس کو فوقیت دے دیں، کیا اس فعل کو درست قرار دیا جاسکتا ہے؟..... اگر ایسے اسلامی بھائی کسی شخص کی برے وقت میں خوب امداد کریں، پھر اس سے کسی کام میں مدد طلب کریں اور وہ جواب میں صاف انکار کر دے یا حیلے بہانے اختیار کرے تو کیا انھیں، اس پر غصہ نہ آئے گا؟.... کیا اس کا یہ فعل درست محسوس ہوگا؟... اس قسم کے حضرات اسے کیا نام دینا پسند کریں گے؟..... کاش! ہمارے پیارے پیارے ”ست“ اسلامی بھائی بغیر برامانے ٹھنڈے دل کے ساتھ ان باتوں پر غور و تفکر کی سعادت حاصل کر لیں.....

چوتھی وجہ:-

وجہ کچھ بھی نہیں بس بیان کرنے کو دل ہی نہیں چاہتا۔

حل :-

دل کے چاہنے یا نہ چاہنے پر اخروی تیاری کی بنیاد رکھنا، ”جمالت وہیہ قونی“ کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں۔ کیونکہ آخرت کی تیاری نیک اعمال و افعال پر استقامت کا تقاضا کرتی ہے، جب کہ دل کسی ایک کیفیت پر قائم نہیں رہ سکتا، اسے قلب اسی لئے کہتے ہیں کہ یہ ہر دم بدلتا رہتا ہے، پس جب یہ مسلم ہے کہ دل کی کیفیات ایک سی نہیں رہتیں، تو اس کی مرضی یا خلاف مرضی کو تیاری آخرت کی بنیاد بنانا کس طرح درست ہو سکتا ہے؟.... یہ، آج نماز پڑھنے کے لئے تیار ہوگا تو کل صاف انکار کر دے گا، ابھی قرآن کی تلاوت کے لئے آمادہ اور تھوڑی ہی دیر بعد کسی دوسری چیز کا طالب، کل نیکی کی دعوت پر استقامت کے سلسلہ میں اطاعت کرنے کے لئے بالکل راضی اور آج دیکھئے تو اس میں پوریت محسوس کر

marfat.com

رہا ہے..... غرض یہ کہ اس ناقابل اعتبار شے کو معیار بنانا کسی بھی طرح درست نہیں ہو سکتا۔

لہذا! مناسب و درست طریقہ یہ ہے کہ پہلے سنجیدگی کے ساتھ تنہائی میں بیٹھ کر اپنے دنیا میں آمد کے مقصد پر غور کیا جائے، پھر موت کی سختیوں اور صورتِ موت (یعنی مجھے موت کس طرح آئے گی) کا تصور باندھا جائے، پھر قبر کی وحشت و غربت کو نظروں کے سامنے لایا جائے، پھر میدانِ محشر اور اس کی ہولناکیوں سے ڈر و خوف محسوس کیا جائے اور آخر میں ”دنیا میں اپنے وقت کی قدر کرنے والوں کا“ حاصل ہونے والے انعامات پر اظہارِ خوشی و مسرت کرنا“ اور اپنے بارے میں ”وقت کو ضائع کرنے کے باعث حسرت و پچھتاوے میں مبتلاء ہونا“ یاد کیا جائے۔ اس مراقبے کے بعد اپنے آپ سے سوال کیا جائے کہ ”کیا دل کی مرضی پر اعمال کی بنیاد رکھ کر کامیابی حاصل کی جا سکتی ہے؟“..... جب جواب نفی میں آئے تو پھر پختہ ذہنی کے ساتھ ایسے اعمال پر استقامت کا عہد کیا جائے کہ ”جن سے کم وقت میں آخرت کی بڑی تیاری ممکن ہو“ اور پھر دل کی فریادوں کی پرواہ کئے بغیر عملی کوشش، فوراً سے بیشتر شروع کر دی جائے، بالکل اس طرح جیسے ”دنیاوی فائدے حاصل کرنے کے سلسلے میں دل کی طرف یکسر دھیان نہیں دیا جاتا۔“ ان شاء اللہ تعالیٰ کامیابی، ضرور قدم بوسی کے لئے حاضر ہوگی۔

پانچویں وجہ:-

مطالعہ کے لئے کتابیں موجود نہیں، نہ ہی اتنے پیسے ہیں کہ

کتابیں خرید سکیں۔

marfat.com

حل :-

اگر بیان کی تیاری صرف کتابوں کی مرہون منت ہوتی تو یقیناً اس عذر کو بالکل درست تسلیم کیا جاسکتا تھا، لیکن معاملہ اس طرح نہیں، کیونکہ ایسا ممکن ہے کہ ”ایک بھی کتاب موجود نہ ہو اور پھر بھی بہترین بیان تیار کر لیا جائے۔“ اس دعوے پر دلیل، ان شاء اللہ تعالیٰ عنقریب ذکر کی جائے گی۔

چھٹی وجہ :-

زبان میں لکنت وغیرہ ہے، چنانچہ جب لوگ آواز سن کر ہنستے ہیں تو دل آزاری ہوتی ہے ”یا“ کوئی دیگر جسمانی عیب ہے جس کے باعث لوگوں کے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے۔

حل :-

ایسے حضرات کو غور کرنا چاہئے کہ ”جب یہ دنیاوی کام کرتے ہیں تو کیا اس وقت لوگ ان پر نہیں ہنستے؟“..... اگر جواب ہاں میں ہے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ ”وہاں دل آزاری کا خیال کیوں نہیں آتا؟“..... ”اس مقام پر دنیاوی کام ترک کیوں نہیں کر دیا جاتا؟“..... ”اس مقام پر لوگوں کی طرف سے ہنسی مذاق یا طنزیہ جملے برداشت کرنے کے لئے ہمت و طاقت کہاں سے آ جاتی ہے؟“..... ”وہاں گفتگو کرتے ہوئے شرم کیوں محسوس نہیں ہوتی؟“..... ”جس جذبے اور ہمت کے تحت وہاں قوت برداشت سے کام لیا جاتا ہے، اسی قوت برداشت کو بیان کرنے کے سلسلے میں استعمال کیوں نہیں جاتا؟“.....

”معلوم ہوا کہ یہ سب نفس کے حیلے بہانے ہیں“ جن پر غور و فکر کئے

بغیر انھیں درست و حق تسلیم کر کے عبادت و نیک اعمال سے بہرہ صوڑ لیا جاتا

marfat.com

ہے۔

ایسے اسلامی بھائیوں کی حوصلہ افزائی کے لئے بہتر معلوم ہوتا ہے کہ راقم الحروف اپنے بیان شروع کرنے کا سبب عظیم بیان کرے۔

”الحمد للہ مزہل! راقم الحروف کو دعوتِ اسلامی کے لواٹل میں ہی ماحول سے ولست ہونے کا شرف حاصل ہو گیا تھا، ابتداء میں یہ بھی ایک اسلامی بھائی کی طرف سے بیان کا مشورہ دینے پر ماقبل تحریر کردہ حیلے یہانوں کا سہارا لینے کی کوشش کیا کرتا تھا (دل میں شوق بہت تھا لیکن چونکہ نہایت ماحول تھا اور کوئی حوصلہ افزائی یا تربیت کرنا والا بھی نہیں ملا تھا) ایک خوفِ جھک غالب رہتی تھی۔“

کچھ عرصے بعد ہمارے علاقے ﴿ محمود آباد۔ کراچی ﴾ میں ایک قافلہ آیا، جمعہ کا دن تھا، مختلف مساجد میں بیان کے لئے جانا تھا، اس عبدِ ضعیف کو کہا گیا کہ ”آپ ایک مبلغ کے ساتھ چلے جائیں، یہ بیان کریں گے آپ سنئے اور دیگر نمازیوں کو سنوانے کی کوشش کیجئے۔“ بعد نمازِ عصر اس مبلغ نے بیان شروع کیا، اس کی زبان میں لکنت تھی، الفاظ بہت اٹک اٹک کر ادا کر رہے تھے، حتیٰ کہ ایک لفظ کے بعد دوسرے لفظ کے لئے تھوڑی دیر انتظار کرنا پڑتا تھا۔ ان کے اس اندازِ بیان سے مجھے بہت عبرت حاصل ہوئی اور ضمیر نے ملامت کی کہ ”دیکھ! اللہ تعالیٰ نے اسے ایک نعمت میں اپنے عدل و انصاف سے کمی عطا فرمائی، لیکن یہ پھر بھی ہمت کر کے دین کی خدمت کر رہا ہے اور اسے لوگوں کی بالکل پرواہ نہیں اور ایک تو ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے صحیح و درست زبان کے ہوتے ہوئے بھی کم ہمتی کا شکار ہے۔“ بس ضمیر کی اس آواز سے دل پر ایک چوٹ لگی اور پختہ

ارادہ کر لیا کہ ”اب لے جئے ریس و بیان کے لئے کہا گیا ہے۔“ اور ”چنانچہ

marfat.com

ایسا ہی ہوا کہ اس کے بعد جیسے ہی بیان کے لئے کہا گیا، فوراً بیان شروع کر دیا، مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ پہلا بیان ”بھاری کے فضائل“ کے بارے میں کرنے کی سعادت حاصل ہوئی تھی۔ بس وہ دن ہے اور آج کا دن، الحمد للہ! مسلسل بیانات کا سلسلہ جاری ہے اور ان شاء اللہ (عزوجل) جب تک جسم میں جان ہے، ”دعوتِ اسلامی“ کے پاکیزہ ماحول کے ساتھ وابستہ رہتے ہوئے سنتوں کی تربیت کے سلسلے میں یہ کوشش جاری و ساری رہے گی۔

ملاحظہ فرمائیے کہ ایک معذور اسلامی بھائی کی ہمت نے کتابیاد اکام کر دکھایا، بس اسی طرح دیگر اسلامی بھائیوں کو بھی ہمت کرنی چاہیے۔

نیز خود سے بار بار یہ سوال کرنا چاہیے کہ ”اس سلسلے میں شرم کا شکار ہونا بہتر ہے یا عمل کی سعادت حاصل کر کے اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب ﷺ کے قرب کے حصول کی کوشش میں کامیاب ہونا؟“

ساتویں وجہ:-

پڑھنا لکھنا نہیں آتا۔

حل :-

ایسے اسلامی بھائی بھی ”نفس کی چالوں“ کو سمجھنے کا ذہن بنائیں اور اس کے سامنے ”چم“ بننے سے پرہیز کریں۔ کیونکہ بیان کرنے کے لئے پڑھا لکھا ہونا ضروری نہیں، ہاں علم دین ضروری ہے اور علم دین کا حصول صرف کتابوں کے مطالعے پر موقوف نہیں، بلکہ جس طرح پڑھ کر علم حاصل ہوتا ہے، اسی طرح سن کر بھی اس کا حصول ممکن ہے۔ بلکہ عام مشاہدہ کیا جاسکتا ہے کہ ”پڑھی ہوئی

بات بہتر جلد سے نکل جاتی ہے جبکہ سننے والوں کے دل سے تک یاد

Marfat.com

رہتی ہے۔ ”چنانچہ اس قسم کے اسلامی بھائیوں کو چاہئے کہ ”امیر اہلسنت (مدظلہ
 العالی) کے بیانات کی کیشیں بھرت سنا کریں۔“ اس طرح کئی بیان یاد ہو جائیں
 گے، نیز جب کوئی قابلِ اعتماد مبلغ بیان کر رہا ہو تو اس کے بیان کو خوب غور سے
 سنیں اور جس بات کو یاد کرنا چاہیں، بیان ختم ہو جانے کے بعد کم از کم ایک مرتبہ
 اپنے آپ کو بلند آواز سے سنائیں، یونہی کیسٹ سن کر بھی کریں، ان شاء اللہ
 مزدجہل کچھ ہی عرصے میں ذہن میں بے شمار دینی معلومات اسی طرح جمع ہو جائیں
 گی ”جس طرح دنیاوی معلومات کا ذخیرہ جمع کرنے میں کامیابی حاصل ہو جاتی
 ہے۔“ اس قسم کے اسلامی بھائی یقیناً ”نو کری یا کاروبار میں حساب و کتاب یا پیسے کا
 لین دین بھی تو یاد رکھتے ہی ہیں، تو پھر بیان یاد رکھنے میں کیا مجبوری ہے؟“.....
 راقم الحروف ایسے کئی مبلغین کو ذاتی طور پر جانتا ہے کہ جو بالکل ان پڑھ
 یا معمولی پڑھے لکھے ہیں، لیکن اسی طرح بیان سن سن کر ایک یا ڈیڑھ گھنٹے تک
 بآسانی بیان کر لیتے ہیں اور ان کے بیان کو سن کر کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ ”یہ ایک
 ان پڑھ اسلامی بھائی بیان کر رہا ہے۔“ اللہ تعالیٰ سب کو ہمت و جرأت کی توفیق عطا
 فرمائے۔ امین جاہ النبی الامین ﷺ
 آنکھوں میں وجہ:-

بیان کے بعد ”لوگوں یا نگران یا دیگر اسلامی بھائیوں“ کی طرف سے
 مرضی کے مطابق حوصلہ افزائی نہیں کی جاتی۔
 نوں میں وجہ:-

سننے والے بہت کم ہوتے ہیں جس کے باعث بیان کرنے میں مزہ

نہیں آتا۔

marfat.com

دسویں وجہ:-

کوئی دوسرا مبلغ ان سے اچھا بیان کرتا ہے، جس کے باعث اسے خوب عزت ملتی ہے اور لوگوں کی زبانوں پر اسی کی تعریف زیادہ جاری رہتی ہے، جب کہ اس کے مقابلے میں ان حضرت کو کوئی پوچھتا ہی نہیں، جس کی وجہ سے ان کا نفس اپنی بڑی بے عزتی محسوس کرتا ہے، چنانچہ اس بے عزتی سے بچنے کا ایک حل یہی نظر آتا ہے کہ بیان کرنا ہی ترک کر دیا جائے کہ نہ میں بیان کروں گا اور نہ فلاں اور میرا موازنہ کیا جائے گا.....۔“

گیارہویں وجہ:-

بسا اوقات بیان کرنے میں کوئی غلطی ہو جاتی ہے جس کے باعث مگر اسے یاد دیگر اسلامی بھائی سختی سے گرفت کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور یہی سختی شدید دل آزاری کا سبب بن جاتی ہے اور یہی دل آزاری آئینہ کے لئے بیانات سے بیزار کر دیتی ہے۔

بارہویں وجہ:-

بعض اوقات کسی بڑی محفل میں بیان کی خواہش ہوتی ہے، لیکن مگر اس کے بجائے کسی دوسرے پرانے یا نئے مبلغ کو موقع دے دیتا ہے، اس خلاف مرضی بیانات کی تقسیم پر نفس میں شدید غصہ پیدا ہوتا ہے اور یہی غصہ بیانات سے دور لے جانے کا سبب بن جاتا ہے۔

آٹھویں سے بارہویں وجہ تک کا حل:-

ایسے اسلامی بھائیوں پر شدید افسوس ہے کہ ”جو دین کی ترقی کے بجائے اپنی ذاتی فائدوں کو زندگی کا مقصود بنانے میں ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے۔“ اس

marfat.com

حسم کے نازک مزاج اسلامی بھائیوں کی خدمت میں مؤدبانہ سوال ہے کہ ”آپ، اپنی حوصلہ افزائی، کثیر سننے والوں، عزت کے حصول، بے عزتی سے چھنے، دل آزاری سے محفوظ رہنے اور بڑی محافل سے حاصل ہونے والی لذت کے لئے بیان کر رہے ہیں یا اللہ عزوجل کی رضا کے لئے؟..... اگر اللہ عزوجل کی رضا کے لئے تو پھر ان وجوہات کی منہ پر بیان ترک کرنے کے کیا معنی؟..... اور اگر رب کائنات کی رضا مطلوب نہیں بلکہ نفس کی خواہشات کی تکمیل کے لئے یہ ساری مشقت برداشت کی جا رہی ہے تو پھر خوب غور و فکر کے ساتھ درج ذیل حدیث پاک کا مطالعہ فرمائیں۔

☆ حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، ”بروز قیامت لوگوں میں سے جس کا سب سے پہلے فیصلہ کیا جائے گا، وہ شخص ہو گا کہ جسے راہِ خدا (عزوجل) میں شہید کیا گیا، پس اسے (اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں) حاضر کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتیں یاد دلائے گا، وہ ان کا اقرار کرے گا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ تو نے ان نعمتوں کے شکر کے طور پر کیا عمل کیا؟ وہ عرض کرے گا کہ میں نے تیری راہ میں جہاد کیا یہاں تک کہ شہید کر دیا گیا۔“ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے جھوٹ کہا کیونکہ تو نے جہاد اس لئے کیا تھا کہ تجھے بہادر کہا جائے، سو وہ کہہ لیا گیا۔“ پھر اس کے بارے میں (جہنم میں ڈالے جانے کا) حکم دیا جائے گا، تو اسے منہ کے بل گھسیٹا جائے گا۔ یہاں تک کہ دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔“

اور (پھر) وہ شخص حاضر کیا جائے گا، جس نے علم سیکھا اور سکھایا اور قرآن

پاک پڑھا۔ اللہ تعالیٰ اسے (بہن) اپنی نعمتوں کی پہچان کروائے گا، وہ ان کا اقرار

marfat.com

کرے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو نے ان کے شکرے میں کیا عمل کیا؟“ وہ عرض کرے گا کہ میں نے علم سیکھا اور سکھایا اور تیری رضا کی خاطر قرآن پڑھا۔“ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے جھوٹ کہا، تو نے علم اس لئے حاصل کیا تاکہ تجھے عالم کہا جائے اور قرآن اس لئے پڑھا تاکہ تجھے قاری کہا جائے سو وہ کہہ لیا گیا۔ پھر اس کے بارے میں (بھی دوزخ میں ڈالے جانے کا) حکم دیا جائے گا، پس اسے منہ کے بل گھیٹا جائے گا، یہاں تک کہ جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔“

اور (پھر) وہ شخص (لایا جائے گا کہ) جس کو اللہ تعالیٰ نے وسعت بخشی اور اسے ہر قسم کا مال عطا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اسے بھی اپنی نعمتیں یاد دلائے گا، وہ ان کا اقرار کرے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو نے ان کے بدلے میں کیا عمل کیا؟“ وہ عرض کرے گا کہ میں نے کوئی ایسی راہ نہ چھوڑی کہ جس میں تجھے مال خرچ کرنا محبوب ہو، چنانچہ میں نے اس (راہ) میں تیری رضا کی خاطر مال خرچ کیا۔“ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو نے جھوٹ کہا، کیونکہ تو نے یہ سب اس لئے کیا تھا تاکہ تجھے سخی کہا جائے، سو وہ کہہ لیا گیا۔“ پھر اس کے بارے میں (بھی جہنم کا) حکم دیا جائے گا۔ چنانچہ اسے منہ کے بل گھیٹا جائے گا، یہاں تک کہ جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ ﴿اسلم﴾ یہ بھی اچھی طرح یاد رکھیں کہ اس قسم کی ”بے ہودہ اور لچر وجوہات“ کی بناء پر بیان ترک کرنے کے باوجود ہو سکتا کہ کسی مزید حیلے بہانے کے ذریعے دوسروں پر یہ ثابت کرنے میں کامیاب ہو جائیں کہ ”میں تو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر بیان ترک کر رہا ہوں۔“ اس طرح ہو سکتا ہے کہ سامنے والوں کی زبانیں اعتراض کرنے سے رک جائیں اور خود عوی کرنے والے کا دل بھی مطمئن ہو جائے، لیکن کیا اللہ تعالیٰ کو دھوکہ دینا ممکن ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ کا یہ

Marfat.com

فرمان عالیشان معلوم نہیں کہ ”اَوْ لَيْسَ اللّٰهُ بِاعْلَمَ بِمَا فِي صُدُوْرِ
الظّٰلِمِيْنَ“ یعنی کیا اللہ خوب نہیں جانتا جو کچھ جہاں مہر کے دلوں میں ہے۔

﴿ترجمہ کنزالایمان: العنکبوت ۱۰، پ ۲۰﴾

لور ”يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ“ یعنی اللہ جانتا
ہے چوری چھپے کی نگاہ اور جو کچھ سینوں میں چھپا ہے۔

﴿ترجمہ کنزالایمان: المؤمن ۱۹، پ ۲۳﴾

نتیجہ:- گیارہویں وجہ کے تحت میان چھوڑنے والے مبلغین کے ساتھ
ساتھ ”میان چھڑوانے والے نادان دوستوں“ کو بھی اپنا محاسبہ کرنا چاہیے۔
مٹانے بھرتی کس انسان سے خطا سرزد نہیں ہوتی؟... کیا ڈانٹ ڈپٹ کر
”دل توڑ دینے والے“ ہر خطا سے ”معصوم و محفوظ“ ہیں؟... اگر جواب نہیں
میں ہے، تو پھر ان کی خدمت میں مؤدبانہ عرض ہے کہ ”اگر غلطی واقع ہونے
پر اسی انداز میں آپ کی گرفت کی جائے، تو کیا آپ اسے اپنے لئے پسند کریں
گے؟... اگر جواب نفی میں ہے تو پھر درج ذیل حدیث پاک کو ہمیشہ ذہن میں
رکھئے۔

☆ حضرت معاذ بن جبل (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ میں نے رسول
اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا، ”افضل ترین ایمان یہ ہے کہ ”تو لوگوں کے لئے وہی
پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے اور لوگوں کے لئے وہی ناپسند کرے جو اپنے
لئے ناپسند کرتا ہے۔“ ﴿مسند امام احمد بن حنبل﴾

یہ حدیث پاک ہماری ذات کے لئے بھی راہ ہدایت کی حیثیت رکھتی ہے

یا صرف دو طرفہ سنانے کے لئے؟...
marfat.com

اور اس حدیث پاک کی روشنی میں ایسے اسلامی بھائی سے معافی مانگنے میں قطعی شرم محسوس نہ فرمائیں، ورنہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہاں تو ”حکومت کے نئے“ میں آپ کو کسی گرفت کا احساس نہ ہو اور آپ اسے ایک معمولی بات قرار دے کر بھول جائیں، لیکن میدان محشر میں یہی مبلغ، تمام مخلوق کے سامنے آپ کے نامہ اعمال سے بے شمار نیکیاں نکال کر لے جائے اور آپ حسرت سے دیکھتے رہ جائیں۔

تیر ہویں وجہ :-

بہت جلد گلا بیٹھ جاتا ہے، چنانچہ لمبایاں کرنا ممکن نہیں۔

حل :-

اگر کسی اسلامی بھائی کو واقعی یہ عذر لاحق ہے تو اسے معذور تصور کیا جائے گا، لیکن ان کے لئے ضروری ہے کہ گلے کی مضبوطی کے لئے عملی اقدامات کرنے کی کوشش کریں۔ اس کے لئے چند مشورے حاضر خدمت ہیں۔

(i) اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گڑگڑا کر دعا مانگیں کہ ”یارب کریم! میں تیرے دین کی ترقی کے لئے اپنی صلاحیتیں استعمال کرنا چاہتا ہوں، اگر تیری کرم نوازی شامل حال نہ رہی تو یقیناً اس مقصد میں کامیابی ممکن نہیں، تجھے اپنے محبوب ﷺ کی فصاحت و بلاغت کا واسطہ، میرے گلے کو درست فرما دے اور طویل وقت تک بغیر تھکے، بغیر کسی رکاوٹ کے سلاست و روانی کے ساتھ بیان کرنے کی توفیق عطا فرما۔“ امین

(ii) کسی ماہر ڈاکٹریا حکیم سے رجوع کریں اور اس سلسلے میں پیسے خرچ کرنے میں کسی قسم کا غل نہ کریں۔ کیونکہ پیسہ تو دوبارہ بھی آجائے گا، لیکن زندگی

marfat.com

کے یہ قیمتی دن دوبارہ لوٹ کر نہیں آئیں گے۔ جتنے پیسے اپنی نفسانی خواہشات کی تکمیل میں خرچ کر دئے جاتے ہیں اگر انھیں اس مقصد میں استعمال کیا جائے تو یقیناً باعثِ اجر و ثواب بھی ہو گا اور آئندہ کے لئے سببِ راحت بھی۔

(iii) کھٹی، چٹ پٹی، تلی ہوئی چیزوں، مٹھائی، پکوڑے، تیز ٹھنڈا پانی،

پان، چھالیہ اور چکنائی وغیرہ سے پرہیز کریں۔

(iv) رات کو سونے سے پہلے کم از کم ایک گلاس نیم گرم پانی میں تھوڑا

سائمنک ڈال کر غرغره کرنے کی عادت ڈالیں۔

(v) روزانہ درس ضرور کریں، تاکہ گلاالفاظ کی ادائیگی کا عادی بنارہے۔

(vi) مذکورہ تمام تدابیر کو اختیار کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے گھر میں

وقت نوٹ کر کے خود کو با آواز بلند بیان سنایا کیجئے، پہلے ۳ دن، صرف دس منٹ

..... اگلے ۳ دن، ۱۵ منٹ..... اسکے بعد ۲۰ منٹ اور اسی طرح ہر تین دن

بعد تھوڑا تھوڑا وقت بڑھاتے جائیے، ان شاء اللہ تعالیٰ کچھ ہی عرصے میں اس کے

فوائد ظاہر ہونا شروع ہو جائیں گے۔

ہر صاحبِ مطالعہ اسلامی بھائی کو چاہئے کہ اگر وہ مذکورہ وجوہات میں

سے کسی وجہ کے باعث بیان کی نعمت سے محروم و دور ہے، تو فوراً ہر قسم کے حیلے

بہانے سے اپنی جان چھڑا کر ”اپنی زبان سے نکلنے والے پاکیزہ الفاظ کی برکت سے“

اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی کوشش کرے۔

بیان تیار کرنے کا طریقہ

دوسری وجہ کے حل کے تحت عرض کیا گیا تھا کہ عنقریب بیان بہانے

اور اس کی ادائیگی کے بارے میں معروضات عرض کی جائیں گی۔ لہذا حسبِ ارادہ

marfat.com

اولیایان تیار کرنے اور پھر بیان کرنے کے بارے میں چند مدنی نکات پیش خدمت ہیں۔

(1) مواد کی تیاری :-

بیان کے لئے مواد کی تیاری کے سلسلے میں کئی چیزیں مفید و معاون ثابت ہوتی ہیں۔ مثلاً دینی کتب، بیانات کی کیشیں، مبلغین کے بیانات، اخبارات وغیرہ کا مطالعہ، اپنے اطراف میں ہونے والے واقعات کا مشاہدہ وغیرہ۔

ان سے اکتسابِ علم کا طریقہ :-

(۱) دینی کتب :-

بیان کی تیاری کے سلسلے میں دینی کتب کا مطالعہ بے حد ضروری ہے۔ مطالعے کی برکت سے نہ صرف معلومات میں بے حد اضافہ ہوتا ہے، بلکہ خود اعتمادی کے ساتھ ساتھ بیان کرنے میں بے حد آسانی بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس سلسلے میں مذکورہ کتب سے مدد طلب کرنا بے حد مفید رہے گا۔

- (۱) کیمیائے سعادت (۲) منہاج العابدین (۳) مکاشفۃ القلوب
- (۴) احیاء العلوم (۵) جامع کرامات اولیاء (۶) مرآة شرح مشکوٰۃ (۷)
- اشعۃ الملمعات شرح مشکوٰۃ (۸) رسالہ تفسیریہ (۹) تذکرۃ الاولیاء (۱۰)
- شرح الصدور (۱۱) بزم اولیاء (۱۲) تفسیر خزائن العرفان (۱۳) تفسیر
- نعیمی (۱۴) عجائب القرآن (۱۵) غرائب القرآن (۱۶) ترجمہ قرآن کنز
- الایمان (۱۷) فیضان سنت (۱۸) امیر الہدایت مدظلہ العالی کے رسائل
- (۱۹) تاریخ الخلفاء (۲۰) الخصائص الکبریٰ (۲۱) مدارج النبوت (۲۲)

marfat.com

موعظہ حسنة (۲۳) سرورِ خاطر (۲۴) قاطع لذات (۲۵) جنم کے خطرات ۱۔
لیکن مطالعہ کا درست فائدہ اسی وقت حاصل ہو گا کہ جب درج ذیل
گزارشات پر ہمت و استقامت سے عمل پیرا ہونے کی کوشش کی جائے۔

(i) مطالعہ کے لئے کسی ایسے وقت کا انتخاب کیجئے کہ جس میں ”دیگر
معروفیات“ اور ”کسی کی مداخلت“ کا اندیشہ نہ ہو۔ تاکہ بالکل یکسوئی کے ساتھ
مطالعہ ہو سکے۔ یاد رکھئے کہ جو مطالعہ یکسوئی کے ساتھ کیا جائے وہ طویل عرصہ
تک ذہن میں محفوظ رہتا ہے۔

(ii) مطالعہ روزانہ ہونا چاہیے، اس میں مانعہ ہرگز نہ ہو، اس کے لئے لمبا
وقت ضروری نہیں چاہے آدھا گھنٹہ ہی کریں، لیکن روزانہ کریں۔

(iii) لیٹ کر یا جھک کر مطالعہ نہ کریں، اس طرح ذہن پر بوجھ زیادہ
پڑتا ہے، نیز نظر کے کمزور ہونے کا بھی اندیشہ ہے۔ بیٹھ کر اور کتاب کو تھوڑا سا
اٹھا کر پڑھیں۔

(iv) دورانِ مطالعہ ایک ڈائری اپنے پاس رکھئے۔ اب آپ جو بھی آیت
پاک یا حدیث مبارکہ یا واقعہ یا کسی بزرگ کا قول مبارک پڑھیں، اس پر غور کریں
کہ ”اسے کس عنوان کے تحت استعمال کیا جاسکتا ہے۔“ اب جو بھی عنوان سمجھ
میں آئے اسے ڈائری کے ایک صفحے کے اوپر لکھ لیں اور نیچے اس کتاب کا نام اور
صفحہ نمبر درج کر لیں۔ مثلاً آپ نے کیمیائے سعادت کا مطالعہ فرماتے ہوئے یہ
حدیث پاک پڑھی کہ ”سرکارِ مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، ”حسد سے بچ کر

۱۔ اس مقصد کے حصول کے لئے کتبہ اعلیٰ حضرت سے شائع ہونے والی کتب کا مطالعہ بھروسے سے مفید

marfat.com (رہے گا۔ اور)

رہو، اس لئے کہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے کہ جیسے آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔ ”یقیناً یہ حدیث پاک حسد کے بارے میں ہے، چنانچہ اسے درج ذیل طریقے سے ڈائری پر نوٹ فرمائیں۔

حسد
﴿1﴾ کیمیائے سعادت صفحہ نمبر (۱۰۱)

پھر آگے مطالعہ شروع فرمائیں، اب مثلاً تکبر کے متعلق کوئی حدیث پاک نظر آئی، اسے لکھنے سے پہلے ڈائری کے دو تین صفحے چھوڑ دیں تاکہ حسد کے متعلق مزید مواد حاصل ہو تو اسے ان صفحات میں لکھا جاسکے، اب اس صفحے پر بھی حسب سابق ”تکبر“ کی ہیڈنگ ڈالیں اور کتاب کا نام اور صفحہ نمبر نوٹ فرمائیں۔ اس طرح مطالعہ کرنے کے باعث آپ کے مطالعہ کی رفتار ابتداء میں کچھ سست رہے گی لیکن جب عنوان قائم کرنے میں ملکہ و مہارت پیدا ہو جائے گی تو ان شاء اللہ یہ شکایت بھی رفع ہو جائے گی۔ آپ درج بالا طریقے سے مطالعہ فرما کر دیکھیں، ان شاء اللہ تعالیٰ کچھ ہی عرصے میں آپ کے پاس حوالہ، مختلف عنوانات کے تحت بہترین و کثیر مواد جمع ہو جائے گا۔

یہ بات بھی ملحوظ خاطر رہے کہ ایسا ہو سکتا ہے کہ ایک حدیث پاک یا

واقعات اور زیادہ عنونوں کے تحت استعمال ہو سکتا ہے اس صورت میں اس

marfat.com

حدیثِ پاک کو سمجھ میں آنے والے ہر عنوان کے تحت درج فرمائیں۔

مواد جمع کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ آپ اسی طرح جو بھی حدیثِ پاک و واقعہ وغیرہ پڑھیں، اس کا عنوان قائم کر کے اس مواد کی فوٹو اسٹیٹ کروا کر عنوان کے تحت چسپاں کر لیں۔

(۲) امیرِ اہلسنت (مدظلہ العالی) کے بیانات کی کیٹیشیں :-

مستند و محتاط مواد کے حصول کے لئے آپ کے بیانات کی کیٹیشیں بے حد اہم کردار ادا کرتی ہیں، انھیں بغور سنیں اور کسی ڈائری میں بیان کردہ مواد کے عنوان کے ساتھ اسے نوٹ کرتے جائیں۔

بعض اسلامی مہائیوں کی خواہش ہوتی ہے کہ حضرت صاحب (مدظلہ العالی) کے بیان کو سن کر ”مسموع مواد“ بعینہ اسی طرح ادا کیا جائے، یہ بہت اچھی خواہش ہے، لیکن اس ارادے پر عمل پیرا ہونے سے پہلے اس بات پر ضرور غور کر لیں کہ آپ اور حضرت صاحب (مدظلہ العالی) کی شخصیت میں زمین و آسمان، بلکہ اس سے بھی زیادہ فرق ہے، لہذا ہو سکتا ہے کہ ایک بات حضرت صاحب (مدظلہ العالی) کی زبان سے بہت اچھی محسوس ہو، لیکن جب آپ اسے ادا کرنا چاہیں تو وہ اثر و انداز قائم نہ رکھ سکیں جو حضرت صاحب (مدظلہ العالی) کا خاصہ ہے، بلا مبالغہ حضرت صاحب (مدظلہ العالی) ایک عام سی بات بھی بیان کرتے ہیں تو اس میں بھی ایک ایسا اثر و مزہ پیدا فرمادیتے ہیں کہ جو ہم ایک خاص بات میں بھی نمایاں نہیں کر پاتے، پس اگر آپ اس بات کو بعینہ بیان کریں گے، تو عین ممکن ہے کہ بیان پر گرفت منقطع نہ رکھ سکیں، نتیجتاً سننے والے بیان سے مکمل طور پر فیضیاب ہونے

سے روک لیں گے۔ یہ محسوس کیے بغیر ہی ہر جگہ سے لے کر ہر جگہ تک کی ذات

میں احساسِ کمتری پیدا کرنے کا سبب بن جائے گا۔ چنانچہ پہلے خود میں اتنا ملکہ و صلاحیت بیدار فرمائیں کہ حضرت صاحب (مدظلہ العالی) کے بیان کو بعینہ ادا کر سکیں، اس کے بعد ضرور یہ سعادت حاصل کیجئے۔ اس سے پہلے پہلے بیانات میں سے مواد لے کر اسے اپنے انداز و طریقے کے ساتھ ادا کرتے رہیں۔

ضروری تنبیہ:-

بعض اسلامی بھائی ”پیشہ ور مقررین“ کے دھواں دار بیان سننے کے بے حد شوقین ہوتے ہیں اور ان کی تقریروں میں سے مواد بھی اخذ کیا جاتا ہے۔ آپ ایسا ہرگز نہ کریں، کیونکہ اس قسم کے مقررین اپنے بیان کو ”چٹ پٹا“ بنانے کے لئے احادیث و واقعات میں اپنی طرف سے ”بہت زیادہ اضافہ“ کر دیتے ہیں۔ نیز بعض اوقات تو جھوٹے اور من گھڑت واقعات و احادیث بیان کرنے سے بھی گریز نہیں کیا جاتا۔ بلکہ آپ کو بہت حیرت ہوگی کہ ”بسا اوقات تو آیاتِ مبارکہ بھی غلط سلط پڑھ کر اپنے پاس سے الٹی سیدھی تفسیر کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انھیں ہدایت عطا فرمائے۔ امین۔ راقم الحروف کو ان کے استاد محترم نے بتایا کہ ”ایک شعلہ بیان مقرر نے دورانِ تقریر غلط آیت پڑھی، جب میں نے بعد میں انھیں اس پر خبردار کیا تو کہنے لگے ”بارہ تقریروں، میں ایسے ہی لکھی تھی۔“..... لہذا نہ تو ان کا بیان سنیں اور نہ ہی اس سے مواد اخذ کریں، اسی میں عافیت ہے۔

(۳) مبلغین کے بیانات :-

مرکزی مبلغین کے بیانات بھی مواد کے حصول کا بہترین

ذریعہ ہیں۔ بیان سننے کے ساتھ ساتھ نئی باتوں کو نوٹ کرتے جانا، عظیم سعادت

مندی ہے۔

marfat.com

تنبیہ ضروری:-

لیکن اس میں یہ احتیاط ضروری ہے کہ کسی مبلغ پر کامل اعتماد کے بعد ہی اس کی بیان کردہ بات کو آگے بیان فرمائیں، ورنہ ہو سکتا ہے کہ فائدے کے بجائے الناقصان ہو جائے۔ کیونکہ یہ راقم الحروف کا پرانا تجربہ ہے کہ بعض مرکزی مبلغین بھی حصول مواد اور بیان کلام میں احتیاط سے کام نہیں لیتے اور غیر معیاری قسم کی باتیں بغیر خوفِ خدا کے بیان کرتے چلے جاتے ہیں۔ نئے مبلغین ان پر اندھا اعتماد کرنے کے باعث بغیر تحقیق کئے بات کو آگے بیان کر دیتے ہیں اور اس طرح بسا اوقات ایک غلط بات آگے بڑھتی چلی جاتی ہے۔ اب اجتماع میں تو گرفت نہیں ہو پاتی، لیکن جب وہی بات باہر کسی مقام پر ذکر کی جائے تو مبلغین کو اس پر وارد ہونے والے اعتراضات کا جواب دینا مشکل ہو جاتا ہے اور اس طرح اپنے ہی مبلغ کے ذریعے ماحول کو نقصان پہنچ جاتا ہے۔

اسی قسم کی غلطی کی ایک مثال پیش خدمت ہے کہ ایک مرتبہ راقم الحروف نے ایک مبلغ کو یہ بیان کرتے سنا کہ ”ہمارے پیارے آقا ﷺ نے کبھی بھی اذان نہیں دی کیوں کہ اگر آپ ﷺ اذان دیتے تو جب آپ ﷺ حی علی الصلوٰۃ (یعنی تو نماز کی طرف) پر پہنچتے تو زمین و آسمان و پہاڑ و درخت و چرند و پرند سب کے سب آپ ﷺ کی آواز مبارک پر لبیک کہتے ہوئے آپ ﷺ کی جانب بڑھتے اور اس طرح ہر طرف تباہی مچ جاتی۔۔۔۔۔“ حسب توقع اس ”عظیم اظہار عقیدت“ پر عوام کی طرف سے زوردار طریقے سے سبحان اللہ اور غالباً نعرے کی آواز بھی سنائی دی۔ بعد بیان کسی نے ان مبلغ سے عرض کی کہ ”حضرت آپ کے بیان کہاں پر مشہور؟“ ”میں نے اسے کسی کو نہیں سنا اور میں نے اسے کسی نے نہیں سنا“

marfat.com

تو بیان کر دی۔“ بعد میں انھیں حوالہ بتایا گیا کہ ”فتاویٰ رضویہ شریف (قدیم)۔ جلد (2) صفحہ (387) پر امام اہل سنت اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز نے ثابت کیا ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے دورانِ سفر بذاتِ خود اذان ارشاد فرمائی۔“

کامل اعتماد کا طریقہ:-

مرکزی مبلغین پر کامل اعتماد کا طریقہ یہ ہے کہ ”مثلاً آپ نے کسی مبلغ کا بیان سنا اور اس میں سے کوئی بات پسند آئی تو اسے فوراً نوٹ کر لیں، اب اگر مبلغ نے اسے باحوالہ بیان کیا ہے تو اسے جا کر اسی کتاب میں تلاش کر کے دیکھیں، اگر بعینہ مل جائے تو ٹھیک، اور اگر کچھ یا زیادہ فرق کے ساتھ ہو تو ان سے اس کی وضاحت طلب کر کے اطمینان حاصل فرمائیں، اگر مطمئن کر دیں تو ٹھیک ورنہ اس بات کو آگے بیان نہ کیجئے۔ اور اگر حوالے کے بغیر بیان کی تھی تو مبلغ سے ملاقات کر کے حوالہ طلب فرمائیں اور پھر سابقہ عمل دہرائیں۔

اگر چند بار اسی طرح تحقیق کرنے پر مبلغ کی بیان کردہ ہر بات درست و کامل و مستند ثابت ہو جائے، تو انھیں قابلِ اعتماد مانا جائے۔ اور اگر جواب میں ”ٹال مٹول“ سے کام لیا جائے، نیز ”بیان کردہ بات کا کوئی حوالہ نہ ہو بلکہ سنے سنائے قصوں کے ذریعے ہی لوگوں کو متاثر کرنے کا سلسلہ جاری محسوس فرمائیں“ یا ”بیان کردہ باتیں غلط ثابت ہو جائیں“ یا ”قرآن و حدیث کی تشریحات اپنے پاس سے بیان کرنے کی عادت“ محسوس ہو تو اب ان پر اعتماد نہ کرنا ہی بہتر ہے۔

(۴) اخبارات کا مطالعہ :-

اخبارات میں شائع ہونے والی خبریں بھی بیانات کی تیاری میں

بے حد معاون ثابت ہوتی ہیں، چنانچہ اگر ممکن ہو تو روزانہ ”قلب و نظر“ کی

marfat.com

حفاظت کے ساتھ اخبارات کا مطالعہ کیجئے اور جس خبر کو کسی بھی موضوع کے تحت اہم تصور فرمائیں اسے کاٹ کر ”دن و تاریخ“ کے ساتھ ”عنوان“ قائم کر کے کسی ڈائری میں چسپاں کر لیں۔

(۵) اپنے اطراف میں ہونے والے واقعات کا مشاہدہ :-

ہر مبلغ کو چاہیے کہ اپنے اطراف میں

ہونے والے حالات و واقعات پر گہری نظر رکھے اور غور کرتا رہے کہ انہیں اپنے بیان میں ”کس جگہ“ اور ”کس طرح“ شامل کیا جاسکتا ہے۔ ان شاء اللہ عزوجل اس مشاہدے کی عادت ڈال لینے کی بناء پر بھی بہت موثر مواد حاصل کیا جاسکتا ہے۔

مواد جمع کرنے کی ضرورت :-

مواد جمع کرنا کئی لحاظ سے ضروری ہے۔

(i) اکثر اوقات انسان کو یاد نہیں رہتا کہ اس نے فلاں بات کہاں پڑھی

تھی، چنانچہ جب بوقت ضرورت مطلوبہ شے حاصل نہیں ہو پاتی تو بہت زیادہ کوفت کا شکار ہونا پڑتا ہے اور بیان میں کمزوری بھی واقع ہو جاتی ہے۔

(ii) بسا اوقات کسی مقام پر اچانک بیان کرنا پڑ جاتا ہے، اگر پہلے سے

مواد تیار ہو تو شرمندگی و انکار سے بچ کر سنتیں سکھانے کی سعادت حاصل کی جا سکتی ہے۔

(iii) قافلوں پر جاتے ہوئے تمام کتابوں کا ساتھ لے جانا یقیناً ناممکن

ہے۔ اگر ڈائریوں میں مواد تیار کیا ہو موجود ہو تو انہیں باسانی ساتھ لے جایا جا سکتا ہے۔

(iv) بعض اوقات کسی دوسرے اسلامی بھائی کو کسی موضوع سے

marfat.com

متعلق مواد کی ضرورت پیش آجاتی ہے، اگر آپ کے پاس مواد تیار ہو گا تو ایسے موقع پر اپنے اسلامی بھائی کی حاجت پوری کرنے کا ثواب حاصل کرنے کی سعادت حاصل کی جاسکتی ہے۔

تحدیثِ نعمت:-

الحمد للہ عزوجل! راقم الحروف کو ابتداء ہی سے مطالعہ کا بے حد شوق رہا ہے، بسا اوقات تو چھ چھ گھنٹے مطالعہ کے ساتھ ساتھ لکھتے رہنے کی سعادت بھی حاصل ہوتی رہی ہے۔ شروع ہی سے یہ عادت بنالی تھی کہ جو پڑھتا، اس میں سے ”آیات و احادیث و واقعات و اقوال بزرگانِ دین“ کو فوراً عنوان قائم کر کے ڈائری پر لکھ لیا کرتا تھا، اس طرح طویل و مسلسل محنت کے بعد تقریباً ”گیارہ ڈائریوں“ کے ہزاروں صفحات پر، مختلف عنوانات کے تحت بے شمار مواد جمع کرنے کی سعادت حاصل ہو گئی۔ اب جب بھی قافلوں پر جانے کا شرف حاصل ہوتا ہے، تو یہ ڈائریاں ہی ساتھ ہوتی ہیں، اور ان کی برکت سے بے شمار موضوعات کے تحت بیان کرنے میں کسی قسم کی دقت محسوس نہیں ہوتی۔ نیز کئی اسلامی بھائی انھیں فوٹو اسٹیٹ کروا کر بیانات کرنے میں آسانی حاصل کر چکے ہیں۔ پیارے آقا ﷺ کے وسیلہٴ جلیلہ سے یہ بھی اللہ عزوجل کی کرم نوازی رہی ہے کہ مطالعہ کرنے میں نہ تو کبھی اکتاہٹ و بوریٹ محسوس ہوئی اور نہ اس میں کمی و ناغہ ہوا، بلکہ روز بروز اضافہ ہی دیکھنے میں آیا ہے، اور اس کی اتنی برکات مشاہدے میں آئی ہیں کہ اگر ان کو تحریری شکل میں پیش کیا جائے تو بلا مبالغہ ایک ضخیم کتاب تیار کی جاسکتی ہے۔

مواد کو ترتیب دینا:-

مواد تیار کرنے کے بعد بیان کرنے سے پہلے اسے

marfat.com

ترتیب دینا، بہت اہمیت کا حامل ہے۔ کیونکہ اکثر اوقات غیر مرتب بیان، اچھا مواد ہونے کے باوجود وہ اثر قائم نہیں کر پاتا کہ جسے عوام الناس کی سوچ تبدیل کرنے کے لئے ضروری تصور کیا جاتا ہے۔

ہاں یہ دعویٰ کرنا درست نہ ہو گا کہ ”بے ترتیب بیان بالکل ہی بے اثر ہوتا ہے۔“ اللہ تعالیٰ قلوب کی کیفیات تبدیل فرمانے میں کسی ذریعے کا محتاج نہیں، لیکن بہر حال کوشش اور حکمت اختیار کرنے کا حکم تو دیا ہی گیا ہے، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، ”أَذْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ۔“ یعنی اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے۔

ترجمہ کنزالایمان، النحل ۱۲۵، پ ۱۳

چنانچہ بیان کو ترتیب کے ساتھ ادا کر کے اس کی برکات و افادیت میں اضافے کو بخوبی محسوس کیا جاسکتا ہے۔

ترتیب دینے کا طریقہ :-

اس کے لئے بالترتیب درج ذیل امور کا خیال رکھا جائے۔

﴿۱﴾ پہلے جمع شدہ مواد کو پورا پڑھ لیں۔

﴿۲﴾ اب غور کریں کہ اس میں سے کون سی بات کو سب سے پہلے بیان

کرنا ضروری ہے، پھر کون سی، اسکے بعد کون سی اور آخر میں کون سی۔ ”یا یوں غور کیجئے کہ سننے والے اس میں سے کس چیز کو پہلے جاننا چاہیں گے، اس کے بعد کس کو..... و علیٰ ہذا القیاس۔“

مثلاً آپ حسد کا بیان کرنا چاہتے ہیں اور آپ کے پاس اس کا علاج، تباہ

کاریاں، علاج، تعزین اور اس سلسلے میں بزرگ مفسرین کے واقعات موجود ہیں تو

marfat.com

یقیناً سب سے پہلے اس کی ”تعریف“ بیان کرنی چاہیے، کیونکہ عوام تو عوام بعض خواص بھی اس کی شرعی تعریف سے ناواقف ہوں گے۔ اب اگر آپ نے تعریف کئے بغیر، ابتداً حسد کی تباہ کاریاں بیان کرنا شروع کر دیں، تو نہ تو سننے والے صحیح معنی میں خوف محسوس کریں گے اور نہ ہی اپنا محاسبہ کر سکتے ہیں۔ ہاں اگر آپ پہلے تعریف بیان کر دیں تو اول ہی سے سب کو معلوم ہو جائے گا کہ ”یہ عیب میری ذات میں بھی موجود ہے یا نہیں۔“ اب اس کے بعد جب آپ اس کی تباہ کاریاں بیان فرمائیں گے، تو ابتداءً گناہ حضرات بہت اچھی طرح اپنا محاسبہ کر سکیں گے، نیز اس کی آفات کے بیان سے ان کے قلوب میں شدید خوف بھی پیدا ہوگا۔

تعریف کے بعد اس گناہ سے توبہ کی طرف مائل کرنا یا محفوظ رہنے کے لئے عملی اقدام کی سوچ فراہم کرنا بھی ضروری ہے، یقیناً اس کے لئے حسد کی آفات کو بالتفصیل بیان کیا جانا چاہیے، چنانچہ اب اس کی تباہ کاریاں بیان کیجئے۔

پھر ویسے تو تعریف کے ذریعے ہی حسد کی موجودگی پر باسانی مطلع ہوا جاسکتا ہے لیکن یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ نفس اپنی غلطی و عیب کبھی بھی تسلیم نہیں کرتا، چنانچہ اب اس کی علامات بیان کی جانی چاہئیں، تاکہ نفس کے لئے راہ فرار کے تمام راستے بند ہو جائیں۔

تعریف و علامات و باعثِ ہلاکت ہونے کو بیان کرنے کے بعد بلا ریب علاج بیان کرنے کی ضرورت ہے اور علاج اختیار کرنے کی ترغیب کے لئے بزرگانِ دین کے اعمال و اقوال معاون ثامت ہوتے ہیں، لہذا آخر میں علاج و اسلافِ کرام (رضی اللہ عنہم) کی حیاتِ طیبہ کے ایمان افروز واقعات بیان کئے

جائیں۔
marfat.com

اس طرح غور کرنے پر حسد کے بیان کی درج ذیل ترتیب سامنے آئی۔

(۱) حسد کی تعریف۔ (۲) اس کی تباہ کاریاں۔

(۳) علامات (۴) علاج۔

پس اسی طرح ہر بیان کو مرتب کر کے بیان کرنے کی عادت ڈالئے،
فائدہ آپ خود دیکھیں گے۔

مدنی مشورہ :-

اگر ممکن ہو سکے تو ہر عنوان کے تحت جمع شدہ مواد کو اسی طرح
بالترتیب کسی الگ ڈائری میں لکھتے جائیں، یوں آپ کے پاس مختلف موضوعات پر
کئی بیان بالکل تیار حالت میں موجود ہوں گے۔

بیان سے پہلے چند قابل غور امور :-

﴿۱﴾ حتی الامکان ایک موضوع پر بیان فرمائیں،

تاکہ اس کے مختلف پہلوؤں کو اچھی طرح واضح کیا جاسکے، جو بیان ہر پہلو کی
وضاحت کے ساتھ بیان کیا جائے، اس کی افادیت دوسرے بیانات کی نسبت کئی
گنا بڑھ جاتی ہے۔ بصورت دیگر، اگر کئی موضوعات پر ایک ساتھ بیان کرنا چاہا تو
چونکہ کسی بھی موضوع کی مکمل طور پر وضاحت ممکن نہیں، چنانچہ سننے والوں کو
بیان میں تشنگی محسوس ہوگی۔ مثلاً اگر غیبت کا موضوع چن کر اس کی تعریف، تباہ
کاریاں، اسباب، علاج، جواز کی صورتیں اور اس بارے میں بزرگان دین کے عمل
کی وضاحت کی جائے، تو یہ اس سے کہیں بہتر ہے کہ ایک ساتھ غیبت، چغلی،

موت، مال کی مذمت، فخر آخرت، اور عذوبت قبر پر بیان کیا جائے۔

marfat.com

پورے مواد کو کم از کم تین مرتبہ اتنی بلند آواز سے پڑھیں کہ ان کے اپنے کان سے آسانی سن سکیں۔ اس کے دو فائدے ہوں گے۔

پہلا فائدہ :- بیان کافی حد تک یاد ہو جائے گا۔ اب چاہے آپ دیکھ کر بیان کریں یا بغیر دیکھے، دونوں صورتوں میں آسانی حاصل ہوگی۔

دوسرا فائدہ :- اس طرح پڑھنے کے باعث زبان، الفاظ مواد کی ادائیگی کے لئے رواں ہو جائے گی۔ کیونکہ جب آپ اسے پہلے ہی تین مرتبہ پڑھ چکے ہیں، تو یقیناً چوتھی مرتبہ زبان کے لئے اسے بغیر انکے بیان کرنا بے حد آسان محسوس ہوگا۔ بصورتِ دیگر اگر پہلے صرف نظروں ہی نظروں سے پڑھا تھا، تو اب بیان کے دوران ہو سکتا ہے کہ زبان میں وہ روانی مفقود ہو کہ جو ایک پر اثر بیان کے لئے لازم و ضروری ہے۔

تذکرہ :- اگر آپ نے ایک گھنٹہ بیان کرنا ہے تو احتیاطاً مواد سوا یا ڈیڑھ گھنٹے کا تیار کرنا چاہئے، تاکہ عین وقت پر کمی کے باعث ”اوٹ پٹانگ باتوں“ کا سہارا نہ لینا پڑے۔

﴿3﴾ بیان کو یاد کرنے کے لئے اسے چھوٹے چھوٹے پوائنٹس میں تقسیم کر لیں۔ مثلاً حسد کو لے لیجئے۔ کہ اس کے بڑے بڑے چار پوائنٹس بنے۔ اب ان چاروں کے تحت آنے والے مواد کو یاد رکھنے کے لئے طریقہ یہ رکھیں کہ ”ان کے تحت آنے والی احادیث و واقعات وغیرہ میں سے کوئی ”ایک یا دو الفاظ“ ایسے منتخب فرمائیں کہ ”جیسے ہی وہ ذہن میں آئیں، پوری حدیث یا واقعہ نگاہوں کے سامنے آجائے۔“ مثلاً سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، حسد ایمان

کو اس طرح بگاڑ دیتا ہے کہ جسے ایلو اشہر کو بگاڑ دیتا ہے، اس حدیث کو یاد رکھنے

marfat.com

کے لئے یہ دو لفظ یاد کر لیں، ”ایلو“، ”شہد“۔ اسی طرح تمام مواد کو چاروں بڑے نکات کے تحت درج کر لیں اور پھر اسے خوب اچھی طرح یاد کر لیں، ان شاء اللہ تعالیٰ، اگر کبھی بغیر ڈائری دیکھے بھی بیان کرنا پڑ گیا تو بھی ترتیب میں کوئی فرق نہیں آنے پائے گا۔

﴿4﴾ غور کریں کہ مواد میں کوئی ایسا مشکل لفظ تو موجود نہیں کہ جسے بعینہ بیان کر دیا جائے تو عوام کی سمجھ سے بالاتر رہے گا۔ اگر ایسا ہو تو اس کے متبادل کوئی آسان لفظ تلاش کر کے شامل مواد فرمائیں۔

﴿5﴾ ایسے الفاظ کہ جن کے درست تلفظ میں شک ہو یا معلوم ہی نہ ہو تو اس کا صحیح تلفظ دیکھ لیں۔ ۱۔

﴿6﴾ اخلاص :-

بیان صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہی کرنا چاہئے۔ کیونکہ مخلوق کو متاثر کرنے کی خاطر بیان کی نحوست کی بناء پر انسان نہ صرف گناہ گار ہوتا ہے بلکہ اس کے باعث بیان کی تاثیر بھی بے حد متاثر ہوتی ہے۔

بیان میں اخلاص کے بارے میں تین مواقع پر غور کرنا ضروری ہے۔

(۱) شروع میں :-

ابتداء میں اپنے آپ سے سوال کرے کہ ”تو یہ بیان کس نیت کے ساتھ کر رہا ہے؟“... اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے اور خدمتِ دین کی نیت سے ”یا

۱۔ درست تلفظ کی اہمیت اور درست و غلط تلفظ کی نشاندہی مکتبہ نے والی ”علامہ محمد اکمل عطا قادری عطاری

مدظلہ العالی“ کی بہترین تصنیف ”تلفظِ درست“ کی تجدید کا ضرور مطالعہ کیجئے۔ (اوردہ)

marfat.com

اس لئے کہ تیری عزت میں اضافہ ہو... لوگ تجھ سے متاثر ہو جائیں... تیری تعریفیں کی جائیں... بعد بیان تجھے تعجب خیز نظروں سے دیکھا جائے وغیرہ وغیرہ۔“ پہلی مرتبہ مرکزی یا کسی بڑی محفل میں بیان کرنے والے مبلغین اس کا خاص خیال رکھیں۔

(۲) درمیان میں :-

بعض اوقات شروع میں اخلاص پیش نظر ہوتا ہے، لیکن درمیان میں مذکورہ فاسد نیتیں داخل ہو جاتی ہیں، لہذا درمیان میں بھی اس کا خاص خیال رکھنا ضروری ہے۔

(۳) بعد بیان :-

بیان کے بعد بھی یہ خواہش ہرگز پیدا نہ ہو کہ اب میرے بیان کی تعریف کی جائے، لوگ میرے ہاتھ چومیں، اپنے علاقے میں میرا بیان کروانے کے لئے منتیں کریں، مجھ سے میرا نام و پتا معلوم کیا جائے وغیرہ وغیرہ۔“

﴿7﴾ جسم و لباس :-

بیان سے قبل جسم و لباس کے بارے میں ان چیزوں کا خیال

رکھئے۔

(i) اپنے پاؤں دیکھ لیجئے کہ ان پر میل تو نہیں جما ہوا؟.... ناخن

بڑھے ہوئے تو نہیں؟..... کیونکہ جب آپ بیان کے لئے کھڑے ہوں گے

تو قریب بیٹھے ہوئے لوگوں کی نگاہ آپ کے پیروں پر بھی پڑے گی، اگر ان پر میل

کی تہیں جمی ہوں گی، ناخن بڑے بڑے ہوں گے تو ان پر آپ کی شخصیت کا برا اثر

قائم ہو گا۔ جس لئے آپ کے بیان پر میل بڑھے گا۔

marfat.com

نیز جب آپ بیان کے لئے کھڑے ہوں تو خیال رکھئے کہ دونوں پیروں کے درمیان زیادہ فاصلہ نہ ہو، ورنہ دیکھنے والوں کے ذہن میں ”کسی اور“ کا تصور آئے گا۔

(ii) یونہی بیان کے بعد عموماً لوگ مصافحہ کے بعد دست بوسی کی سعادت بھی حاصل کر لیتے ہیں، اگر آپ کے ہاتھ میلے کچیلے اور ان کے ناخن بڑے بڑے اور میل خوردہ ہوئے تو چومنے والے کے دل میں آپ کے متعلق کراہیت پیدا ہو سکتی ہے، اور اس کے باعث بھی بیان کا اثر ”زائل یا کم“ ہو سکتا ہے۔ لہذا ہاتھ بھی صاف ستھرا ہونے چاہئیں۔

(iii) اسی طرح لباس صاف ستھرا ہونا چاہئے تاکہ کسی کو کراہیت

محسوس نہ ہو۔

(iv) عمامہ بھی صاف ستھرا اور اچھے انداز سے باندھیں نیز داڑھی

شریف اور زلفوں میں کنگھا فرمائیں، تاکہ دیکھنے والوں کے دل میں نفرت و کراہت کے جائے سنت کی محبت و رغبت پیدا ہو۔

(v) گریبان کا لوپر کاٹن بند کرنے میں اگر تکلیف محسوس نہ ہو تو بند کر

لیں۔ نیز چیک کر لیں کہ ”گریبان، بد معاشوں کی طرح زیادہ کھلا ہوا تو نہیں۔“

(vi) پائینچے ویسے تو ہمیشہ ہی منخنوں سے اوپر ہونے چاہئیں، لیکن بیان

کرتے وقت تو خصوصی طور پر اس کا خیال رکھیں، ورنہ نہ صرف اعتراض کا نشانہ بنا پڑے گا بلکہ کسی کے بد ظن ہو کر بیان کی برکات سے محروم ہونے کا بھی

اندیشہ ہے۔ یونہی قمیص کا دامن دیکھ لیں کہ ”کہیں شلوار و پاجامے کے نیچے میں

تو نہیں بند ہوا؟“

بیان کرنے کا طریقہ :-

بیان کرنے کے سلسلے میں درج ذیل امور کا خیال رکھا جانا ہے حد ضروری ہے۔

(1) جس ڈائری میں مرتب شدہ بیان موجود ہو، دوران بیان اسے اپنے ہاتھ میں رکھئے تاکہ اگر کسی مقام پر بیان بھول جائے تو فوراً کھول کر دیکھا جاسکے۔ نیز اس سے مبلغ کو سہارا بھی حاصل ہوتا ہے، خالی ہاتھ کھڑے ہونے سے خود اعتمادی میں کمی آتی ہے۔ اگر اس کا تجربہ کرنا چاہیں تو کبھی بغیر ڈائری کے بیان کر کے دیکھئے۔ (ہر طیکہ آپ کھڑے ہو کر بیان فرما رہے ہوں۔)

ویسے حتی الامکان ڈائری دیکھ کر ہی بیان کیجئے، یہ حضرت صاحب (مدظلہ العالی) کی تلقین بھی ہے اور اغلاط سے محفوظ رہنے کا بہترین ذریعہ بھی۔

(2) ابتداء میں لوگوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بیان کیجئے، اس سے خود اعتمادی میں اضافہ ہوتا ہے۔ نفس، نگاہیں چرانے کا مشورہ دے گا، اس کا مشورہ ہرگز نہ مانیں۔ ہاں خود اعتمادی پیدا ہو جانے کے بعد جس طرح چاہیں بیان فرمائیں۔

(3) دوران بیان اپنے دائیں اور بائیں بیٹھے ہوئے سامعین پر یکساں توجہ کیجئے۔ فطری طور پر مبلغ کی توجہ دائیں، بائیں میں سے کسی ایک جانب زیادہ ہوتی ہے۔ اب اگر مبلغ کسی ایک جانب ہی توجہ مرکوز رکھے تو دوسری جانب والوں کو بیان میں وہ لطف حاصل نہ ہوگا کہ جو مبلغ کو دیکھ کر بیان سننے میں آتا ہے، اس کی تصدیق کرنا چاہیں تو کبھی کسی ستون کے پیچھے بیٹھ کر بیان سنیں، آپ ملاحظہ فرمائیں گے کہ نہ صرف توجہ بیان سے ہٹنا شروع ہو جائے گی، بلکہ طبیعت میں

marfat.com

بے چینی و بے قراری بھی محسوس ہوگی، نیز جب مبلغ ایک جانب سے غافل ہو جائے تو اس جانب والوں پر خیند غلبہ کرنا شروع کر دیتی ہے، اس کے برعکس جس جانب اس کی توجہ ہوتی ہے، وہ لوگ پوری توجہ سے اس کی جانب دیکھتے رہتے ہیں، کیونکہ جب کوئی دیکھ رہا ہو تو اس کے سامنے سوتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے۔

(4) جب مبلغ پہلے پہل بیان شروع کرتا ہے، خصوصاً جب کسی بڑی شخصیت کے سامنے یا کسی بڑے اجتماع میں بیان کا موقع ملے، تو عموماً انجانے خوف کے باعث گلا خشک ہو جاتا ہے، خوف کے ساتھ ساتھ، گلے کا خشک ہونا مزید ٹینشن میں مبتلا کر دیتا ہے، نتیجتاً بیان ٹھیک طرح نہیں ہو پاتا۔

اس کا حل یہ ہے کہ ایسے موقع پر ”بیان سے کچھ دیر پہلے“ اپنے ذہن کو کسی اور جانب مشغول کرنے کی کوشش کریں۔ جب عوام و خوف کی طرف سے توجہ ہٹے گی، تو ذہن کو سکون حاصل ہو گا اور اس سکون کے ساتھ بیان کرنے میں بے حد آسانی میسر آئے گی۔ ذہن کو دوسری جانب مائل کرنے کے لئے یوں کریں کہ آنکھیں بند کر لیں، اب بارہ مرتبہ درودِ پاک پڑھیں، پھر اس طرح تصور جمائیں کہ ایک لیموں کو درمیان میں سے کاٹا گیا..... پھر اس کے ایک ٹکڑے کے گودے کو کسی تیلی سے نرم کیا گیا..... پھر اس پر تھوڑا سا نمک چھڑکا گیا..... پھر اسے ہاتھ میں اٹھا کر بلند کیا گیا..... اب نیچے منہ کھول کر اس ٹکڑے کو آہستہ آہستہ دبایا جا رہا ہے..... اب اس کے کنارے پر ایک کھٹا کھٹا قطرہ نمودار ہو اور پھر ایک دم وہ آپ کے منہ میں آکر گر گیا، جس سے پورا منہ کھٹا ہو

کیا..... میڈیا ہے..... پڑھا ہے..... اب اس کے سامنے بی بی امیر آیا ہو

marfat.com

گا، پس اسی طرح بیان شروع کرتے وقت اس کا تصور جمانے سے منہ تر ہو جاتا ہے اور توجہ بٹنے کی وجہ سے بہت حد تک ٹینشن دور ہو چکا ہوتا ہے۔

نیز ایک پانی کی ذاتی بوتل ہمیشہ اپنے پاس رکھنے کی عادت ڈالنے، بیان سے پہلے تھوڑا سا پانی پی لیں، پھر بیان شروع فرمائیں۔

ملینہ :- اگر بیان سے قبل یہ آیت پاک ”کم از کم تین“ مرتبہ پڑھ لیں تو نہ صرف زبان میں روانی محسوس فرمائیں گے، بلکہ بیان بھی بالکل نہیں بھولے گا۔ ان شاء اللہ عزوجل۔ ”وَبِ اشْرَاحِ لِي صَدْرِي ☆ وَيَسْرَ لِي اَفْرِي ☆ وَاَحْلُلُ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِي ☆ يَفْقَهُوا قَوْلِي“۔ یعنی اے میرے رب میرے لئے میرا سینہ کھول دے اور میرے لئے میرا کام آسان کر دے اور میری زبان کی گرہ کھول دے کہ وہ میری بات سمجھیں۔ (ترجمہ کنز الایمان: ط. ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰)

(5) اب درج ذیل طریقے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد کیجئے اور پھر تعوذ

و تسمیہ پڑھئے۔

”الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد الانبياء

والمرسلين. اما بعد،

فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم. بسم الله الرحمن الرحيم.

(6) اب مناسب رفتار کے ساتھ درود پاک کے یہ چار صیغے پڑھائیں۔

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله

و على الكواصم يا حبيب الله

الصلوة والسلام عليك يا نبي الله

و على الكواصم يا حبيب الله

marfat.com

☆ درودِ پاک کا ایک صیغہ پڑھانے کے بعد، جب تک لوگوں کی آواز مکمل طور پر ختم نہ ہو جائے، تب تک دوسرا نہ پڑھائیں۔ اسی طرح جب آپ کی کسی بات پر سبحان اللہ کہا جائے تو آواز مکمل ختم ہونے سے پہلے اگلی بات شروع نہ کریں، کیونکہ یہ اپنی باطنی کیفیات پر غالب ہونے کی علامت ہے۔ اس کے برعکس جس پر اس کی باطنی کیفیات غالب ہوتی ہیں، اسے ایسے موقع پر اندرونی طور پر جلدبازی کے تقاضے کے باعث لوگوں کی آواز ختم ہونے کا انتظار کرنا بے حد دشوار محسوس ہوتا ہے۔ اور یاد رکھئے کہ جسے اپنی کیفیات پر جتنا زیادہ کنٹرول حاصل ہوگا، وہ اتنا ہی موثر اور خود اعتمادی کے ساتھ بیان کرے گا۔ اس کے لئے امیر اہل سنت (مدظلہ العالی) کے بیانات کو بغور سماعت فرمائیے۔

(7) اب اس طرح اعتکاف کی نیت کروا۔ (بعض طیکہ مسجد میں بیان ہو رہا

ہے) ”نویت منت الاعتکاف۔ میں نے نفل اعتکاف کی نیت کی۔“

(8) اب درودِ پاک کی کوئی فضیلت بیان فرمائیے۔

(9) اب اپنے بیان کے لئے تمہید باندھئے۔

(10) الفاظ کی رفتار :-

شروع سے آخر تک خوب دھیان رکھئے کہ ”الفاظ کی رفتار بالکل درمیانی رہے، نہ بہت تیز اور نہ بہت آہستہ۔“ تیز تیز بیان کرنے کی صورت میں الفاظ نامکمل اور چپ کر نکلتے ہیں، جس کے باعث سننے والوں کو بات سمجھنے میں شدید کوفت و دشواری محسوس ہوتی ہے، مکمل طور پر بات سمجھنے کے لئے کچھ دیر تو وہ

۱۔ تمہید میں آسانی کے لئے علامہ محمد اکمل عطا قادری عطاری غنی عنہ کی تالیف ”التمہید“ کا مطالعہ

فرمائیے۔ (ادارہ)

marfat.com

اپنی پوری توانائی صرف کرتے رہتے ہیں، لیکن جب مبلغ کی ”تیز رفتاری میں استقامت کا عنصر“ غالب دیکھتے ہیں تو مایوس ہو کر ذہن ہٹا لیتے ہیں، نتیجتاً تو دائیں بائیں دیکھنا شروع کر دیتے ہیں اور یا پھر اٹھ کر اجتماع گاہ سے ہی باہر نکل جاتے ہیں۔

یونہی بہت آہستہ رفتار بھی نہ ہو ورنہ مکمل و مسلسل توجہ مرکوز رکھنے اور ہر لفظ کے باہر آنے کا انتظار کرنے کے باعث بہت جلد ان کا ذہن تھک جائے گا، جس کے باعث تھوڑی دیر بعد ہی نیند ان پر غلبہ کر لے گی۔

اکثر اوقات ایسا ہوتا ہے کہ شروع شروع میں رفتار بالکل مناسب ہوتی ہے لیکن جیسے جیسے بیان آگے بڑھتا ہے، رفتار بھی بڑھتی چلی جاتی ہے حتیٰ کہ ایک وقت ایسا بھی آتا ہے کہ بات بالکل سمجھ میں نہیں آتی، اب صورتِ حال یہ ہو جاتی ہے کہ اگر مبلغ چاہے بھی تو اپنی رفتار کم نہیں کر سکتا۔ لہذا دورانِ بیان خوب غور کرتے رہیں، اگر کسی بھی مقام پر محسوس ہو کہ رفتار کچھ بڑھ گئی ہے، تو فوراً دوبارہ آہستگی کی طرف مائل ہو جائیں۔

زیادہ بہتر یہ رہے گا کہ آپ بیان سے پہلے کسی اسلامی بھائی کو خود پر محاسب مقرر فرمائیں کہ ”جیسے ہی آپ کی اسپید تیز ہو وہ فوراً کسی اشارے کے ذریعے آپ کو بتادے۔“ کیونکہ ”بسا اوقات خود مبلغ کو اندازہ نہیں ہو پاتا کہ میری رفتار تیز ہو گئی ہے۔“ اس طرح بھی رفتار قابو کرنے میں بہت مدد ملے گی۔ یہ محاسب اس وقت تک مقرر رکھنا چاہیے کہ ”جب تک رفتار پر کامل طور پر کنٹرول حاصل نہ ہو جائے۔“

اگر رفتار مکمل قابو دیکھنا مقصود ہو تو حضرت صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) کے

marfat.com

بیانات پر اس پہلو سے توجہ کر کے دیکھئے۔ الحمد للہ اراقم الحروف کو حضرت صاحب (مدظلہ العالی) کے بیانات کو بغور سننے کی برکت سے رفتار پر کسی حد تک قابو پانے میں بہت مدد حاصل ہوئی۔

(11) لہجہ :-

ایک خوبصورت اور پر تاثیر بیان کے لئے لہجے کے صحیح استعمال پر قدرت حاصل ہونا بھی بے حد ضروری ہے۔ لہجے کے بروقت درست استعمال سے ایک عام بات کو بھی خاص بنایا جاسکتا ہے۔

بیان کو چاہئے کہ بیان سے پہلے مواد کو پڑھتے ہوئے اس پہلو پر بھی غور کر لے۔ چنانچہ جس قسم کے جملے نظر آئیں، اسی قسم کا لہجہ بنانے کا پریکٹیکل کر کے دیکھ لے۔ مثلاً کسی جملے میں ”غم“ کا اظہار نظر آیا تو اسے بیان کرتے ہوئے ”عسلیہ لہجہ“ ہونا چاہئے۔ ”تعبیہ جملہ“ ہو تو ”تعجب و حیرت والا“.... ”خوشی“ کی بات ہو تو ”خوشی والا“.... ”غم ورنج“ کی بات ہو تو ”غم والا“.... ”شکایت“ کا اظہار کیا گیا ہو تو ”شکایت والا“ اور ”بے چارگی“ پر مشتمل ہو تو ”بے چارگی والا لہجہ“ ہونا چاہئے۔

نیز یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ ”فضائل وغیرہ پر مشتمل احادیث یا واقعات“ میں جس جملے میں ”فضیلت وغیرہ“ اہم بات ”ذکر کی گئی ہو، اسے بے حد ”احتیاط“ سے ادا کریں، کیونکہ اس پر پوری حدیث یا واقعہ کی ”اہمیت کا دارومدار“ ہوتا ہے، اسے صحیح طریقے سے ادا نہ کرنے کی بناء پر مطلوبہ نتیجہ حاصل ہونا مشکل ہے۔ ایسے جملے کی ادائیگی کا طریقہ یہ ہے کہ ”اولاً اس جملے میں

وہ لفظ تلاش کریں کہ جو اہمیت کا حامل ہے، اس کی اہمیت کو برقرار رکھنا ہے، مثلاً

marfat.com

سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ”جو مجھ پر جمعہ کے روز اسی مرتبہ درودِ پاک پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے اسی برس کے گناہوں کی بخشش فرمادیتا ہے۔“

اس حدیثِ مبارکہ کے آخری جملے میں دو الفاظ ”مذکورہ بیان کردہ فضیلت کے اعتبار سے“ اہم ہیں۔ (۱) اسی برس۔ (۲) بخشش۔ پس جب اس جملے پر پہنچیں تو آواز کی رفتار تیز نہ ہونے پائے، اب لفظ اسی برس اور بخشش پر زور دے کر ادا فرمائیں، زور دینے کا طریقہ یہ ہے کہ ”جب ان الفاظ کو ادا کرنے لگیں، تو اپنا منہ بالکل مائیک کے ساتھ لگالیں۔“

اس بات کو تحریری طور پر سمجھانا کچھ مشکل ہے، عملی طور پر اسے بہتر انداز سے ”سمجھا“ یا ”سمجھایا“ جاسکتا ہے، ہاں اتنا ضرور کیجئے کہ اس نکتے کو پیش نظر رکھ کر حضرت صاحب (مدظلہ العالی) اور پرانے تجربہ کار مبلغین کا بیان سنئے، ان شاء اللہ تعالیٰ بہت جلد بات مکمل طور پر سمجھ میں آجائے گی۔

لہجے کی درستگی کا امتحان لینا مقصود ہو تو اپنے گھر میں بیان کر کے اس کا کیسٹ بنالیں اور پھر اسے سنیں کہ ”لہجہ درست ہے یا نہیں؟“ جو غلطی محسوس ہو اس سے ٹھیک، ان شاء اللہ عزوجل کچھ ہی عرصے میں لہجہ بہت حد تک صحیح ہو چکا ہو گا۔

(12) اشارے :-

بیان کے دوران اپنی بات کو ہاتھ کے اشارے سے سمجھانا خود اعتمادی کی علامت اور تاثیر بڑھانے میں اہم کردار کا حامل ہے۔ ڈرے سمے انداز میں کھڑے ہو کر، ہاتھ ہلائے بغیر بیان کرنے سے سننے والوں پر مبلغ کا اچھا تاثر قائم نہیں ہوتا، چیز انی بات سمجھانے میں بیحد دشواری بھی پیش آتی ہے، بلکہ

marfat.com

بعض اوقات تو ہاتھ سے اشارہ کئے بغیر بات سمجھانا تقریباً ناممکن ہوتا ہے۔ مثلاً
اعلیٰ حضرت (قدس سرہ العزیز) کا یہ شعر،

قصر دنیٰ تک کس کی رسائی

جاتے یہ ہیں، آتے یہ ہیں

اس شعر میں اگر ”قصر دنیٰ“ کو سمجھانے کے لئے ”آسمان کی طرف اشارہ“ نہ کیا جائے تو سننے والوں کی اکثریت نہیں سمجھ سکتی کہ اس سے کیا مراد لیا گیا ہے۔

لیکن یہ خیال ضرور رکھنا چاہئے کہ جہاں اشارے کی ضرورت ہو وہیں کیا جائے، اگر زبردستی اشارہ کیا، یا غلط مقام پر کرنے کی کوشش کی، تو فائدے کے بجائے الٹا نقصان ہوگا۔

راقم الحروف نے ایک مرتبہ دوران تربیت اس کی افادیت کے بارے میں گزارشات پیش کیں، ایک اسلامی بھائی نے اپنے اگلے ہی بیان میں اس کا ”کچھ زیادہ ہی پر جوش طریقے“ سے پریشان کیا، نتیجتاً ان کے کثرت سے خلاف موقع ہاتھ ہلانے کے باعث لوگوں نے مسکراتے ہوئے بیان کو سنا۔

اگر اس کا صحیح استعمال کرتے ہوئے دیکھنا چاہیں تو کبھی امیر اہلسنت و عبادت
العالیٰ کو بیان کرتے ہوئے بغور ملاحظہ فرمائیے۔

(13) چہرے کے تاثرات :-

جس طرح مختلف نوعیت کے جملوں کی ادائیگی کے وقت لہجے

میں تبدیلی ضروری ہے، بالکل اسی طرح چہرے کے تاثرات میں بھی تبدیلی واقع

ہونی چاہئے۔ مثلاً جب کسی بات بیان کی جا رہی ہو تو چہرے پر غصے کے آثار نمایاں ہو

marfat.com

جائیں، جب خوشی یا فضیلت پر مشتمل بات ذکر کریں، تو چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہو جائے، غمگین بات پر چہرہ مغموم ہونا چاہئے.... و علیٰ ہذا القیاس۔

چہرے کے تاثرات کی تبدیلی اس لئے ضروری ہے کہ اس کے باعث بیان کی تاثیر بڑھ جاتی ہے، کیونکہ قریب بیٹھے ہوئے سامعین مبلغ کے چہرے کو دیکھ رہے ہوتے ہیں، اب یہ انسان کی فطرت ہے کہ وہ سامنے والے کے چہرے پر جس قسم کے تاثرات دیکھتا ہے، اس کے دل پر اسی قسم کی کیفیات مرتب ہوتی ہیں، یہی وجہ ہے کہ جب ہم کسی کو روتے دیکھیں تو غم محسوس ہوتا ہے، کوئی ہمارے سامنے ہنس پڑے تو نہ چاہتے ہوئے، ہمارے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ چھا جاتی ہے، کوئی غصے میں ہو تو دل میں خوف محسوس ہوتا ہے۔ پس اسی طرح جب ہم دوران بیان اپنے چہرے کے تاثرات کو جملوں کے مطابق تبدیل کریں گے تو سامنے والوں کی دل کی کیفیات بھی مختلف ہوتی چلی جائیں گی اور اس طرح ہر ہر جملہ ان کے قلوب پر اثر انداز ہوگا۔

آپ کبھی کسی ہوٹل یا بس یا ریل گاڑی یا فٹ پاتھ وغیرہ پر بیٹھ کر گفتگو کرنے والوں کو بغور ملاحظہ فرمائیے، آپ دیکھیں گے کہ وہ بلا تکلف اپنی بات سمجھانے کے لئے ہاتھوں سے اشارے بھی کر رہے ہوں گے اور گفتگو کے مطابق ان کے چہروں کے تاثرات میں تبدیلی بھی واقع ہو رہی ہوگی، خصوصاً جب کوئی اہم بات بیان کر رہے ہوں، تب ان کے اشارے اور تاثرات ضرور نوٹ کیجئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ قدرت نے ہر شخص کو بغیر کسی استاد کے یہ بات پہلے ہی سے سکھادی ہے کہ اپنی بات کو سمجھانے اور اس میں مزید اثر بیدار کرنے کے

لئے اشاروں اور تاثرات کا سہارا لینا ہے۔ مفید ثابت ہوتا ہے۔

اس کے برعکس ”بالکل سپاٹ چہرے کے ساتھ بیان کرنا“ یا ”غلط تاثرات کا اظہار کرنا“... بیان کی اہمیت کو بے حد کم کر دیتا ہے۔

غلط تاثرات سے مراد یہ ہے کہ ”جہاں غصے کی بات ہو وہاں مسکرا دینا، جہاں خوشی کا اظہار ہونا چاہیے اس جگہ بالکل بے تاثر چہرہ بنالینا، جیسے کسی نے مار کر کھڑا کر دیا ہے۔ یونہی موت وغیرہ کا ذکر کر کے غمگین چہرے کے بجائے مسکراتا شروع کر دینا وغیرہ۔

اس پر مہارت و عبور کے چند طریقے ہیں۔

☆ بیان سے قبل اپنے گھر میں آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر اپنے آپ کو دیکھ کر یہ جملے ادا کیجئے، اور غور کرتے جائیے کہ کس مقام پر چہرے پر تاثر قائم نہیں ہوئے، اس مقام پر خصوصی توجہ کر کے غلطی کو دور فرمائیں۔

☆ کسی اسلامی بھائی کو محاسب مقرر کر کے اس کے سامنے ادا کر کے دیکھیں۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ وہ کوئی بے تکلف دوست نہ ہو، ورنہ ہنسی روکنا مشکل ہوگا۔

☆ مبلغین کو بیان کرتا دیکھیں۔

تذکرہ:۔ حتی الامکان تاثرات کے سلسلے میں تکلف سے بچنے کی کوشش کریں، کیونکہ تکلفاً تاثرات غالب کرنے کی بناء پر ”مبلغ کے حق میں ریاکاری میں مبتلاء ہونے کی بڑگمانی پیدا ہوتی ہے۔“

(14) آیت پاک پڑھنا:-

اگر کوئی آیت پاک بیان کرنا مقصود ہو تو پہلے اسے دو تین مرتبہ بلند آواز

پڑھ لیں، تاکہ وہاں بیان زبان تک نہ جا سکے۔ پھر آیت پڑھیں اسی وقت

marfat.com

پڑھیں کہ جب آپ کے مخارج بالکل درست ہوں، ورنہ گناہ گار ہونے کے ساتھ ساتھ سننے والوں کی طرف سے قابل گرفت ہونے کا بھی اندیشہ ہے۔ چنانچہ اگر مخارج درست نہ ہوں، تو ”بغیر ذلت و بے عزتی محسوس کئے“ صرف ترجے پر ہی اکتفاء کیجئے۔

(15) آپ، ہم، وغیرہ کا استعمال :-

بیان میں بسا اوقات صرف سننے والوں کو خطاب کرنا ہوتا ہے مثلاً سننے والوں کو اجتماع کی دعوت دیتے ہوئے مبلغ کا یوں کہنا کہ ”آپ دعوتِ اسلامی کے اجتماع میں پابندی سے شرکت فرمایا کیجئے۔“

بعض اوقات کسی مسئلے کے سلسلے میں ان کے ساتھ ساتھ خود کو بھی شامل کرنا پڑتا ہے۔ مثلاً کسی گناہ کے بارے میں بیان کرتے ہوئے یوں کہنا کہ ”اللہ تعالیٰ آپ کو اور مجھے اس گناہ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔“

اور کبھی نوعیت اس قسم کی ہوتی ہے کہ نہ تو وہاں سامنے والوں کو مخاطب کرنا مناسب ہوتا ہے اور نہ خود کو، بلکہ مطلقاً تمام مسلمانوں کو سامنے رکھ کر بات کی جاتی ہے۔ مثلاً یوں کہنا کہ ”آج کل کم علمی کے باعث بات بات پر کلماتِ کفر بک دیئے جاتے ہیں، ہر مسلمان کو اس معاملے میں بہت احتیاط سے کام لینا چاہئے۔“

اگر مبلغ مذکورہ استعمال سے ناواقف ہے اور ان کا غلط استعمال کرتا ہے تو اس کا بھی بیان پر اثر پڑتا ہے۔ مثلاً یوں کہنا کہ ”ہم تو ہر وقت کلمے کفر بچتے رہتے ہیں۔“ یا ”آپ ہر وقت کلمے کفر بچتے رہتے ہیں۔“ یا ”آپ بہت زیادہ گناہ گار ہیں، لہذا آپ کو چاہئے کہ ان گناہوں کو چھوڑیں۔“ یا ”اللہ تعالیٰ آپ کو نیکیوں

marfat.com

کے معاملے میں سستی سے چائے۔ ”سمجھ دار اسلامی بھائی خوبی سمجھ سکتے ہیں کہ اس غلط استعمال کی بناء پر سامعین کے ذہن میں مبلغ کے متعلق کس قسم کے خیالات پیدا ہوں گے، ہو سکتا ہے کہ کوئی یوں کہتا ہوا بھی نظر آئے کہ ”لو بھئی! ہمیں تو گناہ گار بنا دیا، خود تو بڑا اللہ کا ولی ہے.....“

(16) درودِ پاک کا صحیح تلفظ :-

بعض اوقات تیزی سے ادائیگی کی بناء پر درودِ پاک کیا لفظ چب کر ادا ہوتے ہیں، جس کے باعث صرف اتنا ہی سننے میں آتا ہے، ”صلو وسلم“۔ اس طرح ادائیگی میں درودِ پاک کی برکات سے محرومی تو ہوتی ہی ہے، ساتھ ساتھ لوگوں کو شدید بدظن ہوتے بھی دیکھا گیا ہے۔ لہذا جب بھی درودِ پاک پر پہنچنے لگیں فوراً ذہن بنا لیں کہ ”اب رفتار آہستہ کر کے درست طریقے سے درودِ پاک ادا کرنا ہے۔“ اس طرح پہلے ہی ذہنی طور پر تیار رہنے کی برکت سے ان شاء اللہ تعالیٰ بہت جلد صحیح ادائیگی پر قدرت حاصل ہو جائے گی۔ اس کے لئے بھی خود پر ایک محاسب مقرر کرنا مفید رہے گا۔

(17) ایک لفظ کی تکرار :-

بعض اسلامی بھائی ایک لفظ کو غیر ارادی طور پر بار بار

دہرانے کے عادی ہوتے ہیں، مثلاً ”مطلب یہ ہے کہ“..... ”پھر کیا ہوا“..... ”ہیں“..... ”معلوم یہ ہوا“..... ”معنی یہ ہے کہ“ وغیرہ وغیرہ۔ انہیں چاہئے کہ اس عادت سے جان چھڑائیں تاکہ بیان کی سلاست و روانی میں فرق نہ پڑے، نیز اس کے باعث جملے بے ربط نہ ہو جائیں اور لوگ بار بار ایک ہی لفظ کو سن

کر بہت اذیت محسوس نہ کریں۔ اگر کسی مبلغ کو یہ عادت آگئی ہو تو اس سے کہیں کہیں

کہ میں کوئی لفظ بار بار دہراتا ہوں تو اسے چاہیے کہ کسی کو اس پر محاسب مقرر کر لے تاکہ اپنی اس عادت پر مطلع ہو سکے۔

(18) اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ کی طرف جھوٹی باتیں منسوب کرنا:-

بعض اوقات بیان میں زور پیدا کرنے کے لئے ”نفس و شیطان کے ورغلانے“ میں آ کر اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ کی جانب جھوٹی باتیں منسوب کر دی جاتی ہیں، یہ بہت بڑا گناہ اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی ناراضگی سے بے خونی کی عظیم علامت ہے۔

کاش! ایسے مبلغین و مقررین و خطباء حضرات درج ذیل آیت کریمہ اور حدیث پاک کو ہمیشہ ذہن نشین رکھتے.....

☆ اللہ تعالیٰ کا فرمانِ عالیشان ہے، ”فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا يُضِلُّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ۔ یعنی، تو اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے کہ لوگوں کو اپنی جمالت سے گمراہ کرے۔

﴿ترجمہ کنز الایمان: الانعام ۱۴۴، پ ۸﴾

☆ اور حضرت ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمانِ عالیشان ہے کہ ”جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا، وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے۔“ ﴿ابن ماجہ، باب التغلیط فی تعدد الکذب علی رسول اللہ ﷺ﴾

ایسے غیر محتاط حضرات کو دو دو جوہات کی بناء پر اللہ تعالیٰ کا خوف محسوس کرنا چاہیے تھا۔

(۱) جھوٹ گھڑنے کے باعث اور

marfat.com

(۲) لوگوں کا اس جھوٹ کو آگے روایت کر کے ان کے لئے گناہِ جاریہ

کا سبب بننے کی وجہ سے۔

جیسا کہ حضرت جریر بن عبد اللہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، ”جس نے اچھا طریقہ جاری کیا، پھر اس پر عمل کیا گیا تو ایسے شخص کو اپنا اور تمام عمل کرنے والوں کا ثواب ملے گا، جب کہ ان لوگوں کے ثواب میں کوئی کمی بھی نہ ہوگی۔ اور جس نے کوئی برا طریقہ جاری کیا، پھر وہ طریقہ اپنایا گیا تو اس کے لئے اپنا گناہ بھی ہے اور ان کا بھی جو اس پر عمل پیرا ہوئے، بغیر اس کے کہ ان کے گناہوں سے کچھ کم کیا جائے۔“

﴿ترمذی۔ باب ما جاء فی من دعا الی ہدی فاتبع﴾

بیان سننے والے مبلغین کو چاہیے کہ جب کوئی ”ماحول“ کا مبلغ، اجتماع وغیرہ میں اس قسم کی غلطی کرتا ہو محسوس ہو تو ان سے اس بات کا حوالہ ضرور طلب فرمائیں تاکہ ”احساب کے خوف کی وجہ سے“ ان کی طبیعت میں احتیاط پسندی کا مادہ بڑھے اور اس اعتبار سے ”ماحول پر تنقید“ اور ”بربادی آخرت“ کے دروازے بند ہو جائیں۔ راقم الحروف نے چند مرتبہ اس قسم کے غیر محتاط حضرات کی خدمت میں استفسار کیا تو کوئی معقول جواب نہ ملا، اللہ تعالیٰ انھیں ہدایت عطا فرمائے کہ ”صرف وقتی طور پر مخلوق کی جانب سے ملنے والی خوشی کی خاطر اس گناہِ عظیم کے ارتکاب پر جرأت مند نہ ہوں۔“

(19) فقہی اور اختلافی مسائل بیان کرنا:-

حتی الامکان فقہی اور اختلافی مسائل کے بیان سے

اجتناب کرنا چاہیے۔ اس کا وجہ یہ ہے کہ ہر مبلغ کو ان کے ہاں پہلوؤں کی

معرفت رکھتا ہے اور نہ ہی مکمل شرح و بسط کے ساتھ ان کی ادائیگی پر قدرت۔ چنانچہ جب ناقص معلومات کے ساتھ اس قسم کے مسائل کو بیان کرنے کی غلطی کی جاتی ہے تو بجائے فائدے کے عموماً نقصان کا منہ ہی دیکھنا پڑتا ہے۔ ہاں اگر کوئی مبلغ شرعی مسائل میں فقہائے کرام کے اختلاف پر اطلاع رکھتا ہے، اسے راجح و مرجوح اقوال کی معرفت حاصل ہے اور ایک مسئلے کے تمام پہلوؤں پر گفتگو پر قادر ہے، نیز اختلافی مسائل میں اپنا عقیدہ مکمل طور پر جانتا ہے اور لوگوں کی ذہنی سطح کو پیش نظر رکھ کر اس قسم کے مسائل کو بغیر کسی کی طرف اشارہ کئے مثبت انداز سے بیان کرنے پر قادر بھی ہے، تو اسے بیان کرنے میں حرج نہیں، لیکن انہیں بھی چاہئے اس قسم کے مسائل کو باقاعدہ موضوع بنا کر بیان نہ کریں بلکہ کسی دوسرے موضوع کے تحت ضمناً ذکر کریں۔ کیونکہ خصوصاً اختلافی مسائل کا بیان بعض سامعین کو بالکل سمجھ میں نہیں آتا اور وہ اس پر زبان اعتراض دراز کرتے نظر آتے ہیں۔

(20) مخالفین کے تراجم اور ان کا حوالہ :-

جب کوئی مبلغ دور ان بیان کسی بزرگ کی لکھی ہوئی ”عربی کتاب“ کا نام لے کر حوالہ دیتا ہے، تو فطر تا دیگر مبلغین اور مطالعہ کا شوق رکھنے والی عوام الناس اس کتاب کا ترجمہ حاصل کرنے کی جستجو کرتی ہے، چنانچہ مختلف کتب خانوں پر جا کر اس کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے۔ سننے والوں کی اس کیفیت کے پیش نظر مبلغین کو چاہئے کہ ”کسی بھی ایسی کتاب کا حوالہ دینے سے گریز کریں کہ جس کا ترجمہ علمائے اہل سنت نے نہ کیا ہو“... کیونکہ ”جب ترغیب پاکر لوگ مخالفین کے تراجم پڑھیں، تو بالاحوال ان کے مبدول میں

پیدا ہوگی، نیز ان کے مزید تراجم کی طرف دل مائل ہو گا اور یوں ہم مابلی لحاظ سے ان کی مدد کرنے میں موثر کردار ادا کرنے کا باعث بن جائیں گے۔“

اسکی ایک نحوست یہ بھی ظاہر ہوگی کہ ”پڑھنے والے کے دل میں غیر محسوس طریقے سے ان کے باطل عقائد سے نفرت میں کمی واقع ہو جائے گی۔“ کیونکہ ترجمہ کرتے ہوئے ہر مسلک والا اپنے مسلک کی تائید میں ملنے والی باتوں کو نمایاں طور پر بیان کرتا ہے جن کو پڑھ کر علم کی کمی کا شکار مسلمان اپنے مسلک کے بارے میں تذبذب کا شکار ہو جاتا ہے، نیز تراجم کے معاملے میں بد مذہبوں کی ”خیانتیں“ مشہور و معروف ہیں، یہ ناپاک لوگ دیگر مسالک کی تائید والی باتوں کا ترجمہ ہی گول کر جاتے ہیں، نیز بہت سی ایسی باتیں جو اصل کتب میں موجود نہیں، انھیں اپنے پاس سے درج کر دیتے ہیں، پڑھنے والے کو کیا معلوم کہ یہ الفاظ یا عبارت اصل کتاب میں موجود تھی یا نہیں؟ آپ کو حیرت ہوگی کہ انہوں نے احادیث کی درسی کتابوں میں بھی اس قسم کی تبدیلیاں کر دیں ہیں، اور پھر عقائدِ باطلہ سے نفرت و کراہت میں یہ کمی انسان کو کفر تک بھی پہنچا سکتی ہے۔

اس کے علاوہ یہ عمل، دیگر مبلغین کے لئے ایک دلیل کی حیثیت رکھتا ہے کہ جب ایک مرکزی مبلغ مخالفین کی کتابیں پڑھ کر بیان کر سکتا ہے، تو یہ کیوں نہیں؟ نیز جب وہ بلا خوف و خطر ان کا حوالہ دے سکتا ہے تو ان کے لئے ممانعت کیوں؟ ہاں اگر کوئی مبلغ عربی کتب کا خود ترجمہ کرنے پر قادر ہو اور وہ عربی کتاب اس کے پاس موجود بھی ہو تو اب اس کا حوالہ دینے میں حرج نہیں، لیکن اس

۱۔ اگر موضوع کے بارے میں حوالہ دینا ہو تو اہم اور مفید مسلمان کی باتیں خیراتوں پر مشتمل ہوں گی۔

صورت میں بھی اس بات کی وضاحت کر دینا بہتر ہے کہ ”میں نے یہ بات فلاں عربی کتاب سے مطالعہ کر کے بیان کی ہے، تاکہ سننے والے اس کا ترجمہ تلاش کرنے کی طرف مائل نہ ہوں۔“

تذیہ: اگر کسی عربی کتاب کا ترجمہ ”اپنے علماء“ نے کیا ہو تو اس کا حوالہ دینے میں کوئی توجہ نہیں۔

(21) اندازِ بیان میں نقل کی کوشش :-

حتی الامکان اپنا اندازِ بیان سب سے ”منفرد“ رکھنے کی کوشش کریں، کسی دوسرے کا اندازِ بیان نقل کرنے میں کئی قسم کے نقصانات کا شکار ہونے کا اندیشہ ہے۔ مثلاً

(۱) اس سے دل میں ”ریاکاری“ پیدا ہوتی ہے، خصوصاً جب کہ سننے والے اندازِ پہچان کر ”بہترین“ نقل پر مبارکباد دیتے ہوئے ”تعریفی جملے“ کہتے ہیں۔

(۲) اس سے مبلغ کی توجہ ”بیان کے معیار کو بہتر“ کرنے سے ”اندازِ بیان میں مشابہت پیدا کرنے کی طرف“ زیادہ مائل ہوگی، نتیجتاً ”معیارِ بیان“ کی ترقی کی رفتار میں کمی واقع ہونے کا قوی امکان ہے۔

(۳) سننے والوں کی توجہ اس کے بیان کے مواد سے زیادہ اس جانب مبذول رہے گی کہ ”یہ مبلغ نقل میں کس حد تک کامیاب رہا۔“ نتیجتاً بیان کی برکات سے مکمل طور پر فیضیاب ہونا ممکن نہ رہے گا۔

(۴) ہو سکتا ہے کہ نقل میں مکمل کامیابی حاصل نہ ہو، اس سے نہ صرف خود اپنی ذات میں ناکام رہ جانے کے بارے میں ”ایک افسوس و صدمے کی کیفیت“ پیدا ہوتی ہے، جس کے باعث مبلغ کی صلاحیتیں متاثر ہونے کا قوی امکان ہے۔ بلکہ

marfat.com

سننے والوں کو بھی مکمل لطف حاصل نہیں ہوتا۔ کیونکہ ان کے کان مکمل طور پر مشابہت سنا چاہتے تھے، جب یہ مقصود پورا نہ ہوا تو ان کے دل بھی ”کامل اثر“ قبول کرنے سے انکار کر دیتے ہیں۔

ہاں اگر ان باتوں کا خوف نہ ہو تو پھر کوئی حرج بھی نہیں ہے، جیسے بعض اسلامی بھائی حضرت صاحب مدعا کے انداز بیان کو بعینہ نقل کرنے میں کامیاب رہتے ہیں اور ان کی ذات یا بیان وغیرہ میں کسی قسم کی کمی بھی واقع نہیں ہوتی۔

(22) اشعار کا استعمال :-

بوقتِ ضرورت و موقع، اشعار کا استعمال بھی بیان میں نکھار پیدا کرنے میں بے حد موثر کردار ادا کرتا ہے۔ اشعار کی ادائیگی میں خیال رکھیں کہ اگر شعر کے مصرعے طویل ہیں، تو در بیان میں تھوڑا سا وقف کر کے پڑھیں، مثلاً

چاہیں تو اشارے سے اپنے، کایا ہی پلٹ دیں عالم کی

یہ شان ہے خدمتِ گاروں کی، سردار کا عالم کیا ہو گا

دونوں مصرعوں میں قوسے کے مقام پر ہلکا سا وقف کرنا چاہئے۔ اور اگر چھوٹے مصرعے ہوں تو دونوں مصرعوں میں درمیان میں کسی مقام پر وقف نہ کریں، اور پہلے مصرعے کے اختتام پر آواز اٹھا کر رکھیں، دوسرے مصرعے کے آخر میں آواز گرائیں۔ مثلاً

مانگیں گے مانگے جائیں گے منہ مانگی پائیں گے

سرکار میں نہ ”لا“ نہ حاجت۔ اگر کسی سے

marfat.com

اشعار کی ادائیگی یا تو کسی کو سنا کر درست کی جاسکتی ہے اور یا پھر مبلغین اور خصوصاً حضرت صاحب مدخلہ العالی کے بیانات کو غور سے سن کر۔

یاد رہے کہ ”خلاف موقع اور کثرت سے اشعار پڑھنا، بیان کی اہمیت کو کم کروا دیتا ہے۔“

(23) طنز و مزاح :-

دوران بیان کبھی کبھار حسب ضرورت مزاح شامل کر لینا بھی

سننے والوں کی طبیعت میں نشاط پیدا کر دیتا ہے، نیز اس کے باعث بیان کی طرف، ان کی توجہ میں بھی خاطر خواہ اضافہ ہو جاتا ہے۔

☆ حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کا مقولہ ہے کہ ”دل کو آزاد بھی چھوڑ دیا کرو، خوش کن نکلتے بھی سوچا کرو، کیونکہ جسم کی طرح دل بھی تھک جاتا ہے۔“

﴿جامع بیان العلم و فضلہ﴾

☆ ابو خالد وابسی (رحمہ اللہ تعالیٰ) فرماتے ہیں کہ ”ہم صحابہ کرام (رضی اللہ

عنہم) کی صحبت میں بیٹھا کرتے تھے، وہ اشعار اور زملہ جاہلیت کے قصے بھی سنایا کرتے تھے۔“ (اینا)

لیکن اس میں اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ ”اگر بیان مکمل طور

پر سنجیدگی کا تقاضا کر رہا ہو مثلاً موت کے موضوع پر بیان ہے، تو اس صورت میں کسی مقام پر بھی مزاح نہ کیجئے، ورنہ پورے بیان کا اثر ختم ہو جائے گا اور ”آدھے پونے گھنٹے کی“ تمام محنت پل بھر میں ضائع ہو جائے گی۔

یونہی ”بئرض اصلاح“ طنز کا استعمال بھی قلوب پر چوٹ کرنے میں

موثر نہیں ہوتا ہے لیکن اس کے استعمال پر قدرت حاصل رکھنے پر عمل کی

marfat.com

کوشش، بعض اوقات ”لوگوں کے بدظن“ ہو جانے کا سبب بھی بن جاتی ہے، لہذا جب تک محتاط انداز میں چوٹ کرنے پر ملکہ حاصل نہ ہو، اس سے بچنا ہی بہتر ہے۔

ان دونوں چیزوں میں مہارت حاصل کرنے کے لئے بھی تجربہ کار مبلغین کا بیان بنور سہمت فرمائیے۔

(24) افضل و مفعول کے لئے الفاظ کا استعمال :-

افضل و مفعول کے ذکر کے وقت الفاظ کے صحیح

استعمال پر خصوصی توجہ کرنا بھی بے حد ضروری ہے۔ مثلاً جب مفعول، اپنے سے اعلیٰ سے کلام کر رہا ہو تو اس کے لئے ”عرض“ اور جب افضل، مفعول سے کلام کرے تو ”فرمایا“ کا لفظ استعمال کرنا چاہئے۔ مثلاً

آپ، سرکارِ مدینہ ﷺ اور اللہ تعالیٰ کے ماتن ہونے والی کوئی گفتگو بیان کرنا چاہتے ہیں۔ اب یقیناً اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ افضل اور پیارے آقا ﷺ مفعول ہیں، چنانچہ اسے یوں بیان کرنا چاہئے کہ ”اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ سے ارشاد فرمایا۔“ اور ”پیارے آقا ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی۔“

یقیناً ایسے الفاظ کا استعمال اسی وقت درست ہو سکتا ہے کہ جب مبلغ اپنے ذکر کردہ نفوسِ قدسیہ کے مراتب سے خود واقف ہو گا۔ اور اس واقفیت کے لئے کثرتِ مطالعہ درکار ہے۔ اگر کہیں مراتب کی پہچان میں وقت محسوس ہو تو اس بارے میں پرانے مبلغین سے رجوع کرنا چاہئے۔ اور اگر بیان کا موقع آ گیا اور کوئی

بتا دے تو اسے افضل و مفعول کے الفاظ استعمال فرمائیں۔

marfat.com

کے لئے یکساں استعمال کرنا مناسب ہو۔

اس استعمالِ الفاظ میں احتیاط کے کئی فائدے ہیں۔

☆ سامعین کی طرف سے گرفت سے حفاظت رہتی ہے۔

☆ سامعین اگر افضل و مفضول کے مراتب سے ناواقف ہوں تو صرف

وضاحت کئے بغیر اس طریقے سے ان کے مراتب میں فرق کو جان لیا جاتا ہے۔

☆ جب مفضول کی طرف سے عاجزی کے الفاظ استعمال کئے جاتے

ہیں، تو سننے والوں کے دل میں ان کی عظمت میں اضافہ ہوتا ہے اور وہ بھی بڑوں

سے ادب کے ساتھ مخاطب ہونے کی ترغیب حاصل کرنے میں کامیاب ہو

جاتے ہیں۔

(25) اسلافِ کرام (رضی اللہ عنہ) کے ناموں کے ساتھ دعا کا استعمال :-

(i) انبیاء (علیہم السلام)

اس پر سلامتی نازل ہو	”عَلَيْهِ السَّلَامُ۔“	ایک نبی کا ذکر ہو تو
ان دونوں پر سلامتی نازل ہو	”عَلَيْهِمَا السَّلَامُ“	دو ہوں تو
ان سب پر سلامتی نازل ہو	”عَلَيْهِمُ السَّلَامُ۔“	اور دو سے زیادہ ہوں تو

☆ پیارے آقا ﷺ کے اسم گرامی کے ساتھ کم از کم، ”صَلَّى اللهُ

”عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔“ اور اگر کسی نے آپ ﷺ کو مخاطب کیا ہو مثلاً ”یا رسول اللہ!“

تو، ”صَلَّى اللهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ۔“

(ii) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

marfat.com

”اللہ اس سے راضی ہوا“	”رَضِيَ اللهُ عَنْهُ“ یا ”رَضَوَانُ اللهُ عَلَيْهِ“	ایک مرد صحابہ کا ذکر ہو
”اللہ ان دونوں سے راضی ہوا“	”رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا“ یا ”رَضَوَانُ اللهُ عَلَيْهِمَا“	دو ہوں تو
”اللہ ان سب سے راضی ہوا“	”رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ“ یا ”رَضَوَانُ اللهُ عَلَيْهِمْ“ ”أَجْمَعِينَ“	گورود سے زیادہ ہوں تو
”اللہ اس سے راضی ہوا“	”رَضِيَ اللهُ عَنْهَا“ یا ”رَضَوَانُ اللهُ عَلَيْهَا“	گور خاتون صحابہ ہوں تو ایک کے لئے
”اللہ ان دو سے راضی ہوا“	”رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا“ یا ”رَضَوَانُ اللهُ عَلَيْهِمَا“	دو کے لئے
”اللہ ان سب سے راضی ہوا“	”رَضِيَ اللهُ عَنْهُنَّ“ یا ”رَضَوَانُ اللهُ عَلَيْهِنَّ“	گورود سے زیادہ کے لئے

(III) اولیاء اللہ رحمہم اللہ اجمعین

اللہ تعالیٰ اس پر رحمت نازل فرمائے۔	”رَحِمَهُ اللهُ عَلَيْهِ“ یا ”رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى“ یا	نبی اللہ کا ذکر ہو تو ایک ہونے کی صورت میں
--	--	---

marfat.com

اللہ تعالیٰ ان دونوں پر رحمت نازل فرمائے	”رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِمَا“ ”رَحِمَهُمَا اللَّهُ تَعَالَى“ ”قُدْسٌ سِرُّهُمَا“	دو ہوں تو
اللہ تعالیٰ ان سب پر رحمت نازل فرمائے	”رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ“ ”رَحِمَهُمُ اللَّهُ تَعَالَى“ ”قُدْسٌ سِرُّهُمْ“	دو دو سے زیادہ ہوں تو
اللہ تعالیٰ اس رحمت نازل فرمائے	”رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهَا“ ”رَحِمَهَا اللَّهُ تَعَالَى“ ”قُدْسٌ سِرُّهَا“	بویہ اللہ ہو تو، ایک کے لئے
اللہ تعالیٰ ان دونوں پر رحمت نازل فرمائے	”رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِمَا“ ”رَحِمَهُمَا اللَّهُ تَعَالَى“ ”قُدْسٌ سِرُّهُمَا“	دو ہوں تو
اللہ تعالیٰ ان سب پر رحمت نازل فرمائے	”رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِنَ“ ”رَحِمَهُنَّ اللَّهُ تَعَالَى“ ”قُدْسٌ سِرُّهُنَّ“	دو دو سے زیادہ ہوں تو

ملینہ :-

- (۱) یہ خیال رہے کہ ”رضی اللہ عنہ“ کا استعمال صحابی و غیر صحابی دونوں کے لئے جائز ہے، اسی طرح ”رحمہ اللہ تعالیٰ“ کا استعمال بھی۔ ۱۔
- (۲) رضی اللہ عنہ کو ”رض“ سے پہلے ہیں، ”ظ“ سے پڑھنا غلط ہے۔

۱۔ اے اللہ کے لئے رہنمائے کمال (جہاں) سجدہ ضرور فرمائیے۔ (دار)

(26) مثالوں کا استعمال :-

اگر اپنی بات کو سمجھانے کے لئے ”دنیاوی مثالوں“ کا سہارا لیا جائے تو نہ صرف بات بہت اچھی طرح سمجھائی جاسکتی ہے، بلکہ اس کے باعث بیان کی تاثیر میں بے حد اضافہ بھی ہو جاتا ہے۔ لہذا بیان کرنے سے پہلے اس پہلو پر بھی غور کر لیں کہ ”بیان میں موجود کس بات کو مثال کے ذریعے سمجھانا بہتر رہے گا اور اس کے لئے کیا مثال بیان کی جائے؟“۔

(27) مال داروں، کھیل کود، حرام کاروبار، ٹی وی، وی۔سی۔ آر، پینٹ شرٹ وغیرہ کی مذمت میں احتیاط :-

مال اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے، اس کے باعث ہزار ہا دین کے کام پایہ تکمیل تک پہنچتے ہیں، نیز بے شمار عبادات کی ادائیگی صرف مال کی موجودگی پر موقوف ہے۔ فی نفسہ مال کوئی بری شے نہیں، ہاں ہمارا اسے غلط طریقے سے حاصل یا استعمال کرنا، اس میں عیب پیدا کرنے کا سبب بن جاتا ہے۔ یونہی مال کا جمع کرنا بھی بعض صورتوں میں ممنوع و قابل گرفت ہے اور بعض صورتیں اس سے مستثنیٰ ہیں۔ مال کی مذمت بیان کرتے ہوئے ان تمام امور کو پیش نظر رکھنا بے حد ضروری ہے، ورنہ مطلقاً مال کی مذمت بیان کرنے کی بناء پر نہ صرف مال دار حضرات کے ناراض ہونے کا خطرہ ہے، بلکہ خود ماحول سے وابستہ اسلامی بھائیوں کا محفوظ رہنا بھی مشکل ہے، بلکہ ہمارے کئی اسلافِ کرام (رحمہم اللہ

۱۔ مثالیں کس طرح تیار کی جائیں؟ کس بات کو کس مثال سے بیان کرنا چاہیے؟ مثال سے بیان میں تاثیر کیوں بڑھ جاتی ہے؟ وغیرہ وغیرہ سوالات کے جوابات کے لئے علامہ محمد اکمل عطا قادری عطاری صاحب کی جمیع

مطبوعات ”الذکر“ سے حاصل فرمائیے۔ (لوہرہ)

marfat.com

تعالیٰ کے بارے میں بھی بدگمانی پیدا ہونے کا قوی اندیشہ ہے۔

کھیل کود کے بارے میں بھی احتیاط کے ساتھ بیان کرنا چاہئے، اس کے لئے پہلے ہمیں خود معلوم ہونا چاہئے کہ ”کون سا کھیل ناجائز ہے اور کیوں؟“ ہو سکتا ہے کہ ایک کھیل شرعی اعتبار سے مباح ہو، لیکن کم علمی کے باعث اسے حرام قرار دے دیا جائے، ایسی صورت میں کھیلنے والے کا انجام کیا ہوگا، یہ تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے، لیکن مبلغ کے بارے میں بغیر شک کے کہا جاسکتا ہے کہ ”حضرت! اللہ تعالیٰ کی حلال کی ہوئی شے کو حرام قرار دینے کے گناہ میں مبتلاء ہو چکے ہیں، جس پر توبہ کرنا واجب ہے۔“

اور بالفرض اگر حرام و ناجائز کھیلوں اور ان کے حرام و ناجائز ہونے کے سبب کی معرفت حاصل بھی ہو تو بھی احتیاط اسی میں ہے کہ ان کی کھل کر مذمت نہ کریں، کیونکہ سننے والوں میں کثیر ایسے بھی ہوں گے کہ جو بعض کھیلوں سے والہانہ محبت رکھتے ہیں، اور یقیناً اپنے محبوب کی مذمت سننا کوئی بھی پسند نہیں کرتا۔ لہذا اس طرح ”اصلاح کے امکانات کم“ اور ”بگاڑ کے زیادہ“ ہے۔ لہذا بہتر یہ ہے کہ اگر مذمت کرنا ہی ہو تو مطلقاً کھیلوں کی قباحت بیان کریں، کسی ایک مخصوص کھیل کا نام نہ لیں، نیز قرآن و حدیث کی روشنی میں اس کی وجہ بھی بیان ہونی چاہئے، تاکہ سننے والوں کو اطمینان قلبی حاصل ہو جائے۔

یونہی بیان سننے والوں میں بعض اوقات ”حرام کاروبار میں مشغول حضرات“ بھی بیٹھے ہوتے ہیں، یہاں بھی اگر حرام مال کی مذمت بیان کرنی ہو تو کسی کاروبار کا نام لئے بغیر مذمت کریں، ورنہ ایسے لوگوں کی اصلاح ہونا مشکل

ہے، ناراضگی کے امکانات زیادہ ہیں۔

marfat.com

ٹی وی، وی سی آر وغیرہ کے خلاف بولنے میں بھی بے حد احتیاط درکار ہے، فی زمانہ یہ نحوستیں ہر ہر گھر میں داخل ہو چکی ہیں، لہذا ایک سننے والے کا ذہن بن بھی جائے تو دیگر کا "جتنا، اتنا" بے حد مشکل ہے۔ بہتر یہ ہے کہ اس پر صرف پرانے مبلغین ہی کلام کریں اور وہ بھی بہت احتیاط کے ساتھ اور مختصر۔

اسی طرح پینٹ شرٹ وغیرہ بھی آج کل عام ہو چکی ہیں، بعض اوقات شوقیہ اور بسا اوقات مجبوراً بھی پہنی پڑ جاتی ہے، جیسے اسکول یونیفارم یا نوکری وغیرہ کے دوران۔ چنانچہ اس پر بیان کرنا بھی مفید کم اور غیر مفید زیادہ ثابت ہو گا۔ یہاں بھی یہ مسئلہ بے حد قابلِ غور ہے کہ بعض مبلغین پینٹ شرٹ وغیرہ کی مذمت کرتے ہوئے بسا اوقات یہ حدیث پاک بیان کر دیتے ہیں کہ "جو جس قوم سے مشابہت اختیار کرے، وہ انہیں میں سے ہے۔" ایسے تمام مبلغین کی خدمت میں مؤدبانہ مدنی گزارش ہے کہ پہلے اس حدیث پاک کا صحیح مفہوم جانیں، پھر اسے کسی مناسب مقام پر بطور دلیل پیش کریں، ورنہ غلط مقام پر اس کا بیان، شرعی اعتبار سے خود ان کے لئے قابلِ گرفت ثابت ہو گا۔ ۱۔

تذکرہ: ان تمام مذکورہ اشیاء کی مذمت کا معاملہ حضرت صاحب (مدظلہ العالی) کے حوالے کرنا ہی مناسب ہے، آپ کے ان میں سے کسی چیز کی مذمت فرمانے کی صورت میں اصلاح کے امکانات واضح و روشن ہیں، کیونکہ آپ کو معلوم ہے کہ "اس قسم کی بات کہنے کے بعد بات کو کس طرح سنبھالنا چاہئے"، جب کہ دیگر مبلغین بات کہنا تو جانتے ہیں، لیکن سنبھالنا ان کے بس سے باہر ہو جاتا ہے، لہذا یہ کہنا مناسب ہو گا کہ "حضرت صاحب کی ذات کریمہ پر خود کو قیاس کرتے ہوئے

ان امور پر جرأت مندی کے ساتھ سخت بیان کرنا، بیوقوفی کی واضح علامت ہے۔ ”اگر کوئی مبلغ اس قسم کے مرض میں مبتلاء اسلامی بھائیوں کی اصلاح کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ ”انہیں حضرت صاحب (مدظلہ العالی) کے بیانات کی کیشیں سننے کے لئے دے۔“

(28) اللہ تعالیٰ کے لئے واحد کا صیغہ :-

وحدانیت کا لحاظ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے لئے واحد کے صیغے کا استعمال بزرگانِ دین میں جاری و ساری رہا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کے لئے جمع کا لفظ استعمال کرنے سے گریز کرنا چاہیے، اسی میں ادب ہے۔ چنانچہ یوں نہ کہیں کہ ”اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں“ بلکہ اس طرح کہنا مناسب کہ ”اللہ عزوجل فرماتا ہے۔“

(29) دورانِ بیان غلطی واقع ہونا :-

اگر کبھی دورانِ بیان کوئی ایسی غلطی ہو جائے کہ ”جس پر شرعی اعتبار سے گرفت ہوتی ہو“ تو فوراً اس کی وضاحت فرمادیں، اس میں ہرگز ہرگز شرم محسوس نہ کریں، کیونکہ اگر اس غلطی کو آگے روایت کیا گیا، تو جتنے لوگ اس میں مبتلاء ہوتے رہیں گے، ان سب کا وبال بیان کرنے والے کی گردن پر ہوگا، چنانچہ اس معاملے میں دنیا کی چند روزہ زندگی نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہونے کو پیش نظر رکھیں۔

اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ سامعین میں سے کوئی شخص اس پر مطلع ہو جائے تو نتیجتاً اس کے ”اس مبلغ اور دعوتِ اسلامی کے ماحول“ سے بدظن ہونے کا قوی امکان ہے۔ اور بالفرض اگر دورانِ بیان اپنی غلطی پر اطلاع نہ ملی، بعد میں

marfat.com

مطلع ہوئے، تو توبہ کے ساتھ ساتھ دیکھیں کہ ”اگر وہ غلطی اس قسم کی ہے کہ جس کی تلافی ضروری ہے مثلاً کوئی بات کفر نہ تھی، اسے کفر کہہ دیا، یا کوئی کفر یہ معاملہ تھا، اسے درست قرار دے دیا، تو اگلے اجتماع میں مناسب موقع تلاش کر کے اس کی وضاحت فرمادیں۔“

(30) دور ان بیان اٹک جانا :-

اگر دور ان بیان کسی بات پر اٹک جائیں، تو گھبرائے بغیر سننے والوں کو درود پاک پڑھنے کا کہیں، اتنے وقفے میں اپنے آپ کو سنبھال لیں۔

(31) فی زمانہ ناقابل عمل بات کو بیان کرنا :-

کوئی بھی ایسی بات بیان کرنے سے گریز کریں کہ جس پر فی زمانہ عمل کرنا مشکل یا تنظیمی اعتبار سے نقصان کا باعث ہو۔ مثلاً اس قسم کا واقعہ کہ ”ایک بزرگ نے شہرت سے چھٹنے کے لئے مسجد میں جا کر لوگوں کے جوتے چادر میں چھپائے، کسی کی ان پر نگاہ پڑ گئی، لوگوں نے آپ کو چور سمجھ کر مارنا پشینا شروع کر دیا، اس طرح آپ نے خود کو شہرت سے محفوظ فرمایا۔“

اب خود غور فرمائیں کہ ”اس روایت کے بیان کرنے سے کون سا تنظیمی فائدہ حاصل ہوگا؟“

(32) عوام کو اسلاف سے بدگمانی سے بچانا :-

کوئی بھی ایسی بات بیان نہیں ہونی چاہئے کہ ”جس کے باعث عوام الناس کی نگاہوں میں اسلاف کرام کے متعلق بدگمانیاں پیدا ہونے کا اندیشہ ہو۔“ مثلاً ”صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کے آپس کے معاملات۔“

خصوصاً تاریخ الخلفاء اور تاریخ کے موضوع پر لکھی گئی دیگر کتابوں کی روایات بیان

کر رہے ہیں، ان کا خیال رکھنا چاہئے۔

(33) محاسبہ و عمل کی ترغیب :-

اگر یہ خواہش ہو کہ ”یہ بیان محض وقت گزاری کا ذریعہ نہ بنے بلکہ سننے والے میرے بیان پر عمل پیرا ہو کر ثوابِ جاریہ کا سبب بن جائیں“، تو دورانِ بیان ہر قابلِ محاسبہ بات پر محاسبے کی سوچ دیتے رہئے اور اختتامِ بیان کے وقت عمل کی تلقین کریں، نیز ساتھ ساتھ یہ بھی ضرور بتائیں کہ ”اس بات پر کس طرح عمل پیرا ہونا ممکن ہے؟ اس کا طریقہ کیا ہے؟ اور اس پر استقامت کس طرح حاصل کی جائے؟“ ان شاء اللہ تعالیٰ اس کا فائدہ بہت جلد دیکھایا محسوس کیا جاسکتا ہے۔

لیکن یہاں اس بات کا خیال رکھنا بے حد ضروری ہے کہ محاسبہ، بیان میں ذکر کردہ مواد سے مطابقت رکھنے والا ہونا چاہئے، ایسا نہ ہو کہ بیان کسی اور موضوع پر تھا اور محاسبہ کی دعوت کسی اور موضوع کے تحت دی جا رہی ہے، اگر ایسا ہوا تو یقیناً اس سے نفع کا حصول مشکل ہے۔ مثلاً تکبر کے بیان کے آخر میں اس الفاظ سے محاسبہ کروایا،

”پارے اسلامی بھائیو! آپ نے تکبر کی آفتیں ملاحظہ فرمائیں، ان کی روشنی میں ہمیں بھی اپنا محاسبہ کرنا چاہئے کہ ہم بھی آخرت کی فکر رکھتے ہیں یا نہیں؟ ہمیں چاہئے کہ ہمہ وقت آخرت کی فکر رکھا کریں تاکہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کی جاسکے، آخرت کی فکر رکھنے کی برکت سے نیک اعمال پر استقامت ملے گی اور گناہوں سے جان چھٹ جائے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں فخرِ آخرت کی توفیق عطا فرمائے۔ امین“

امید ہے کہ مثال سے مقصود سمجھ میں آگیا ہوگا۔
marfat.com

(34) اختتام :-

ہر مبلغ کو چاہئے کہ اپنے بیان کا اختتام ”دعوتِ اسلامی“ کے ماحول کی فضیلت پر کرے تاکہ سننے والوں کے دل ماحول کی طرف مائل ہوں اور ان کے ذہنوں میں ”ٹیکوں پر استقامت اور گناہوں سے دوری کے سلسلے“ میں ماحول کے لازم و ضروری ہونے کا تصور جڑ پکڑ لے۔ یقیناً اس کے لئے کافی غور و تفکر کی ضرورت ہے کیوں کہ محابے کی طرح، اختتام کا بھی موضوع سے مربوط ہونا بہت ضروری ہے، ورنہ کم از کم اس بیان کے ذریعے مذکورہ مقصد کا حصول مشکل ہے۔

مثلاً غیبت کا بیان کرنے کے بعد اس طرح اختتام کرنا چاہئے کہ ”پارے اسلامی بھائیو! اگر اس گناہِ عظیم سے محفوظ رہنا چاہیں تو دعوتِ اسلامی کے ماحول سے وابستگی بہت ضروری ہے کیونکہ ہمارے ماحول میں زبان کی حفاظت پر خصوصی توجہ کی جاتی ہے، چونکہ تمام اسلامی بھائی حتی الامکان اپنی گفتگو کو پاکیزہ رکھنے کی کوشش کرتے ہیں، لہذا ساتھ رہنے والے کو بھی ”ممنوعہ گفتگو“ کرتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے، اس طرح کچھ ہی عرصے بعد زبان بے شمار گندی اور بری باتوں سے محفوظ ہو جاتی ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں ماحول سے وابستہ رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔“ امین

لیکن اس کے برعکس اگر یوں اختتام کی کوشش کی کہ ”پارے اسلامی بھائیو! آپ نے غیبت کی تباہ کاریاں ملاحظہ فرمائیں، میری آپ سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ عبادات پر استقامت کے لئے دعوتِ اسلامی کے ماحول سے ہر

دم بست رہنے کی کوشش فرمائیں، جس ماحول کے سبب جائے وہ جلد ہی

marfat.com

بہت سے نیک اعمال پر قادر ہونے کی سعادت حاصل کر لیتا ہے، لہذا آپ بھی اس ماحول کے قریب رہنے کی کوشش کیجئے تاکہ آپ کو بھی نیکیوں پر استقامت حاصل ہو جائے۔ ”تو یقیناً یہ غیر مربوط فضیلت مطلوبہ مقصد کے حصول میں معاون ثابت نہیں ہو سکتی۔

(35) وقتاً فوقتاً مخاطب کرنا :-

سامعین کو تھوڑی تھوڑی دیر بعد اپنی جانب متوجہ رکھنے کے لئے ”پیارے اسلامی بھائیو!“ بھی کہتے رہیں۔ عدم توجہی کے ساتھ سنا جانے والا بیان نہ تو ”ذہن میں باقی“ رہتا ہے اور نہ ”سننے والے کی ذات میں کسی قسم کی تبدیلی کا سبب“ بنتا ہے۔ نیز اگر انھیں متوجہ نہ کیا جائے تو تھوڑی دیر بعد ہی نیند کا غلبہ ہونے لگتا ہے اور سوتے ہوئے یا حالتِ غنودگی میں بیان سنا بھی اس کی برکات سے محرومی کا سبب بنے گا۔

لیکن اس کی بہت زیادہ کثرت بھی نہ کریں، ورنہ فائدے کے بجائے نقصان ہو گا، کیونکہ اس طرح بار بار بیان کا ربط ٹوٹے گا، اور بے ربط بیان اکثر غیر موثر ثابت ہوتا ہے۔ راقم الحروف کو ایک اسلامی بھائی نے بتایا کہ ”ایک مبلغ نے آدھے گھنٹے کے بیان میں تقریباً ۶۳ مرتبہ ”پیارے اسلامی بھائیو“ کہا۔“ سبحان اللہ! غور فرمائیے کہ اس کثرت کے بعد بیان میں لوگوں کی توجہ اور استغراق کا عالم کیا ہو گا؟

(36) قرآن و حدیث کی شرح و تفسیر :-

قرآن و حدیث کو اپنے فہم کے مطابق سمجھنے کی

کوشش کرنا، انسان کو ”گمراہی“ کا شکار کروا سکتا ہے، کیونکہ ان کے مضامین

marfat.com

سمجھنے کے لئے وسعتِ علمی درکار ہے اور ہر ایک کے پاس یہ دولت موجود نہیں ہوتی، چنانچہ اگر قرآن کریم اور حدیثِ پاک کی تفسیر و شرح بیان کرنے کی ضرورت پیش آجائے تو ”تفاسیر اور شروحات“ کی طرف رجوع کرنا چاہئے، چاہے کوئی آیت یا حدیث کتنی ہی آسان کیوں نہ محسوس ہو، اپنے پاس سے ہرگز ہرگز اس کا مطلب بیان کرنے کی کوشش نہ کیجئے، اسی میں عافیت ہے۔

ایک مفید مشورہ :-

اپنے بیان میں نکھار پیدا کرنے، اس کی تاثیر بڑھانے، اغلاط سے محفوظ رہنے اور دوسروں کی اصلاح میں مہارت حاصل کرنے کے لئے ”مبلغین اور خاص طور پر امیر دعوتِ اسلامی (مدظلہ العالی) کا بیان خوب غور سے سنا کیجئے، سننے کے دوران غور کریں کہ ”کہاں آواز اٹھانی چاہئے، کہاں گرا نا مناسب ہے، کہاں رفتار تیز ہونی چاہئے اور کہاں بالکل کم رفتار کے ساتھ الفاظ ادا کئے جائیں وغیرہ وغیرہ۔“

یونہی عام مبلغین کے بیان میں جو کمی محسوس فرمائیں انھیں بھی نوٹ کریں اور پھر اپنے بیان کے بارے میں غور کریں کہ ”میں اچھی باتوں پر عمل پیرا ہوں یا نہیں؟ اور میرا بیان فلاں فلاں نوٹ کی گئی غلطی سے پاک ہے یا نہیں؟“

ان شاء اللہ تعالیٰ اگر کچھ عرصہ اسی طرح محاسبے کرتے ہوئے بیانات سنے اور اپنے بیان کو اغلاط سے پاک کرنے کا سلسلہ جاری رکھا، تو بہت جلد کامیابی قدم چومے گی اور بیان کا معیار اس قدر خوبصورت اور بہتر ہو جائے گا کہ لوگ بے چینی سے انتظار کریں گے کہ کب اس مبلغ کا بیان آئے اور ہم اس کی برکات سے

مستفیض ہونے کی سعادت حاصل کریں۔

marfat.com

نئے مبلغ تیار کرنے کا طریقہ

ماحول سے وابستہ ہر اسلامی بھائی کو چاہیے کہ ”نہ صرف خود اچھا مبلغ بننے کی کوشش جاری رکھے بلکہ اپنی موت سے پہلے پہلے دوسرے اسلامی بھائیوں پر محنت کر کے انھیں بھی بہترین مبلغ بنانے کی کوشش کرے۔“

نئے مبلغ تیار کرنا کچھ زیادہ مشکل کام نہیں بس تھوڑی سی حکمت اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کا طریقہ حاضر خدمت ہے۔

(1) جو اسلامی بھائی آپ سے بیان سیکھنے کے خواہش مند ہوں، ان سے پہلے ہی طے فرمائیں کہ دورانِ تربیت مانعہ نہیں کریں گے۔ کیونکہ جتنی پابندی سے بیان سیکھا جائے گا اتنی ہی جلدی صلاحیت ابھرے گی۔

(2) اب دیکھیں کہ وہ اسلامی بھائی پہلے سے درس دیتے رہے ہیں یا نہیں؟ اگر نہیں، تو پہلے انھیں کسی مسجد میں درس شروع کروائیں، اگر کسی مسجد میں ممکن نہ ہو تو اپنے سامنے ہی کم از کم ۱۵ دن تک درس سنیں۔ اس کی برکت سے سامنے کھڑے ہونے اور بولنے کے بارے میں کچھ نہ کچھ جھجک ضرور دور ہو جائے گی۔

(3) جب آپ محسوس فرمائیں کہ انھیں درس پر قدرت حاصل ہو گئی ہے تو اب فیضانِ سنت (فیضانِ رمضان) میں درج شدہ یہ واقعہ زبانی یاد کرنے کے لئے دے دیں۔

”شہرِ بخارا میں ایک مجوسی رہا کرتا تھا، ایک مرتبہ وہ ماہِ رمضان میں اپنے چھوٹے بچے کے ساتھ مسلمانوں کے بازار سے گزر رہا تھا کہ اچانک اس کے بچے نے جیب سے کوئی چیز نکالی اور کھانا شروع کر دی، مجوسی نے جب یہ دیکھا تو اسے

بہت غم آئے اور اس نے اسے ایک روز دیا تو پتھر جیسا لگا اور بولنے لگا ”تجربہ شرم نہیں

marfat.com

آتی؟ مسلمانوں کے بازار میں رمضان کے مہینے میں سر عام کھا رہا ہے۔؟“ بچے نے عرض کی، ”با جان! آپ بھی تو کھاتے ہیں؟“ مجوسی نے کہا، ”ہاں ہاں، میں بھی کھاتا ہوں لیکن چھپ کر کھاتا ہوں، سب کے سامنے کھا کر رمضان کی بے حرمتی نہیں کرتا۔“ پھر وہ دونوں وہاں سے چلے گئے۔ کچھ عرصے بعد مجوسی کا انتقال ہو گیا۔ کسی نے اسے خواب میں دیکھا کہ وہ جنت کے باغوں میں ٹہل رہا ہے۔ اس نے حیران ہو کر پوچھا کہ ”تُو، تو مجوسی تھا تو جنت میں کیسے آ گیا؟“ اس نے جواب دیا کہ ”ہاں، واقعی میں مجوسی تھا لیکن چونکہ میں نے رمضان المبارک کی تعظیم کی تھی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے احترام رمضان کی برکت سے مجھے مرنے سے پہلے ایمان نصیب فرما دیا اور مرنے کے بعد مجھے جنت عطا فرمادی۔“

(4) اب آپ انھیں درج ذیل بارہ باتیں لکھوادیں کہ ابتداءً جن کا بیان

میں خیال رکھنا، ضروری ہے۔

- (i) قدم (یعنی قدم سیدھے ٹوران کے درمیان فاصلہ کم ہو)۔ (ii) کپڑے (یعنی عمامہ، گریبان، پائینچے، قمیص کا دامن وغیرہ درست ہوں)۔ (iii) لوگوں کی طرف دیکھ کر بیان کرنا۔ (iv) دونوں جانب دیکھ کر بیان کرنا۔ (v) تعویذ و تسبیح۔ (vi) حمد۔ (vii) اعتکاف کی نیت۔ (viii) درود پاک۔ (ix) ہاتھ میں ڈائری۔ (x) تاثرات۔ (xi) اشارے۔ (xii) لہجہ۔

(5) اب ان میں سے تاثرات، اشارے اور لہجے کے بارے میں با تفصیل

بتائیں کہ بیان میں کس مقام پر، کس طرح کا لہجہ، کس نوعیت کے تاثرات اور کس قسم کے اشارے استعمال کئے جائیں گے۔ مثلاً

☆ ”ایک مرتبہ وہ اپنے چھوٹے بچے کو یہاں ہاتھ سے بچے کے چھوٹے

قد کی طرف اشارہ کر رہا۔

☆ ”گزر رہا تھا۔“ گزرنے کا اشارہ کریں۔

☆ ”بچے نے جیب سے کوئی چیز نکال کر کھانا شروع کر دی۔“ یہاں جیب سے کسی چیز کے نکالنے کا اشارہ کریں۔

☆ ”مجوسی نے جب یہ دیکھا۔“ یہاں اپنے سائیڈ میں تھوڑا سا نیچے کی جانب دیکھیں جیسے کسی چھوٹے بچے کو دیکھا جاتا ہے۔

☆ اس نے زوردار تھپڑ رسید کیا۔“ یہاں تھپڑ کے اشارے کے ساتھ ساتھ ”لفظ زوردار“ پر لہجے میں سختی بھی پیدا کریں تاکہ لہجے سے ہی تھپڑ کے زور دار ہونے کا اندازہ ہو جائے۔

☆ تجھے شرم نہیں آتی، مسلمانوں کے بازار میں سب کے سامنے کھاتا ہے؟۔“ یہاں اولاً چہرے پر غصے کے آثار نمودار کریں، پھر غصے والا لہجہ بنا کر ”سوالیہ انداز میں“ اس جملے کو ادا کریں۔ آپ نے مشاہدہ فرمایا ہو گا کہ ”جب کوئی شخص غصے میں کلام کرتا ہے تو اس کی زبان میں بڑی روانی آجاتی ہے اور وہ تیز رفتاری کے ساتھ الفاظ ادا کرتا ہے۔“ یہاں بھی اس چیز کا خیال رکھنا ضروری ہے، لیکن تیزی سے الفاظ نکالنے میں اس بات کا خیال بھی رکھا جائے کہ ”الفاظ چسپ نہیں، بلکہ بالکل واضح سنائی دیں۔“

☆ ”با جان! آپ بھی تو کھاتے ہیں؟“ یہاں لہجے میں شکایت اور سوال نمایاں ہونا چاہئے۔ نیز چہرے پر بے چارگی کے آثار نمایاں ہونے چاہئیں۔

☆ ”ہاں ہاں، میں بھی کھاتا ہوں لیکن تیری طرح..... چھپ کر کھاتا ہوں۔“ یہاں بھی لہجہ سخت اور غصیلہ ہونا چاہئے۔

☆ کسی نے اسے خواب..... جنت کے باغوں میں مثل رہا ہے۔“ یہ جملہ بہت اہم ہے اور اسے بہت احتیاط سے ادا کرنا چاہئے۔ بالکل بالکل تیز

نہ ہو، آرام آرام سے الفاظ ادا کریں اور ”لفظ باغوں“ پر زور دیں۔

☆ اس نے پوچھا..... جنت میں کیسے آ گیا؟ ”یقیناً ایک مجوسی کا جنت میں نظر آنا باعثِ تعجب ہے، لہذا یہاں لہجے میں حیرانی و تعجب پیدا کریں، نیز سوالیہ لہجہ بھی ہونا چاہئے۔

☆ اس نے جواب..... لیکن چونکہ میں نے رمضان کی تعظیم کی تھی،، لہذا احترامِ رمضان کی برکت سے،، اللہ تعالیٰ نے مرنے سے پہلے مجھے ایمان نصیب فرمادیا،، اور مرنے کے بعد مجھے جنت عطا فرمادی۔“ یہ ”آخری جملے پورے واقعے کی جان“ ہیں، لہذا ان کی ادائیگی میں پوری مہارت کا استعمال ہونا چاہئے، ذرا اسی بے احتیاطی پورے واقعے کو ”بے اثر“ بنا دے گی۔ چنانچہ اس قسم کے جملوں کو بہت مناسب رفتار سے ادا کرنا چاہئے، نہ بہت تیز نہ بہت ہی آہستہ۔ اب ”پہلے قوموں (،،،)“ پر رکیں گے، لیکن بہت ہی معمولی سا وقف ہو گا۔ پھر ”دوسرے قوموں“ پر تھوڑا سا ٹھہریں۔ اب اگلے جملے میں ”لفظ ایمان“ پر زور دیں گے، کیوں کہ جملے میں جو لفظ اہم ہر اسے زور دے کر ہی ادا کرنا چاہئے، اور زور دینے کا طریقہ پہلے عرض کیا جا چکا کہ ”منہ کو مائیک کے قریب کر لیں اور اگر مائیک نہ ہو تو ویسے ہی زور سے ادا کریں۔“ اور آخری جملے میں ”لفظ جنت“ کو بھی زور دے کر ادا فرمائیں۔

(6) اس طرح سمجھا کر اگلے روز ان سے بیان سنیں، جہاں غلطی محسوس

ہو اس جملے کو بار بار ادا کروائیں۔ لہجے وغیرہ کا خصوصی طور پر خیال رکھیں۔

(7) جب اس واقعے کی ادائیگی سے مطمئن ہو جائیں، تو کوئی دوسرا واقعہ

دے دیجئے، اسے بھی اسی طرح سمجھا کر اگلے روز سنیں۔ اسی سلسلہ جاری

رہے۔ جب تک کہ یہ سلسلہ جاری رہے اور افراد و سببوں کی مدد سے اس ”کشف“ ختم

ہو جائے۔

(8) جب ان بارہ نکات پر ملکہ حاصل ہو جائے تو پھر آہستہ آہستہ باقی

نکات بھی سمجھا دیں۔

(8) تربیت کے دوران بالکل سنجیدہ رہنے کی کوشش کریں، کیونکہ

شروع شروع میں جملوں کی ادائیگی اور خصوصاً لہجہ بنانے اور تاثرات قائم کرتے

وقت ہنسی آتی ہے۔ ”اگر ہنسی، مذاق غالب رہا تو کبھی بھی فائدہ حاصل نہ ہوگا۔“

(9) اب ان مبلغین کو اہتماماً علاقے میں نیکی کی دعوت کے اجتماع میں

میان دیتے ہیں، پھر اجتماع کے بعد حلقوں میں، اگر قافلوں میں شرکت کریں تو وہاں۔

جب اچھی طرح اطمینان ہو جائے تو پھر چھوٹا مرکزی بیان اور پھر ان شاء اللہ بڑا

بیان۔

الحمد للہ! راقم الحروف نے اسی طرح نشستوں کے ذریعے کئی مقامات

پر بہت سے مبلغین کو بیان سکھانے کی سعادت حاصل کی۔ جن میں سے کئی

اسلامی بھائی آج کل مرکزی مبلغین ہیں۔ اس طرح بیان سکھانے کا ایک فائدہ یہ

بھی دیکھا جاسکتا ہے کہ ”سیکھنے والے کو سیکھنے کے ساتھ ساتھ بیان سکھانے کی

مہارت بھی حاصل“ ہو جاتی ہے اور اس طرح بیان سیکھتے سیکھتے کئی بیان سکھانے

والے بھی تیار ہو جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے پیارے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن العیوب

ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے موت سے پہلے پہلے ”بہترین مبلغ“ بننے اور اس معاملے

میں ہر قسم کی سستی سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین جاہ النبی الامین ﷺ

marfat.com

Marfat.com

میں نے اپنے دل سے

عشقِ حقیقی نظرِ عام پر آنے والی روشنی کو

حیاتِ
امیرِ اہلسنت
مدظلہ العالی

ہمیں
امیرِ اہلسنت
مدظلہ العالی
سے پیار ہے